دارالعلوم کراچی کا ترجمان

ماہنامہ

البلاغ
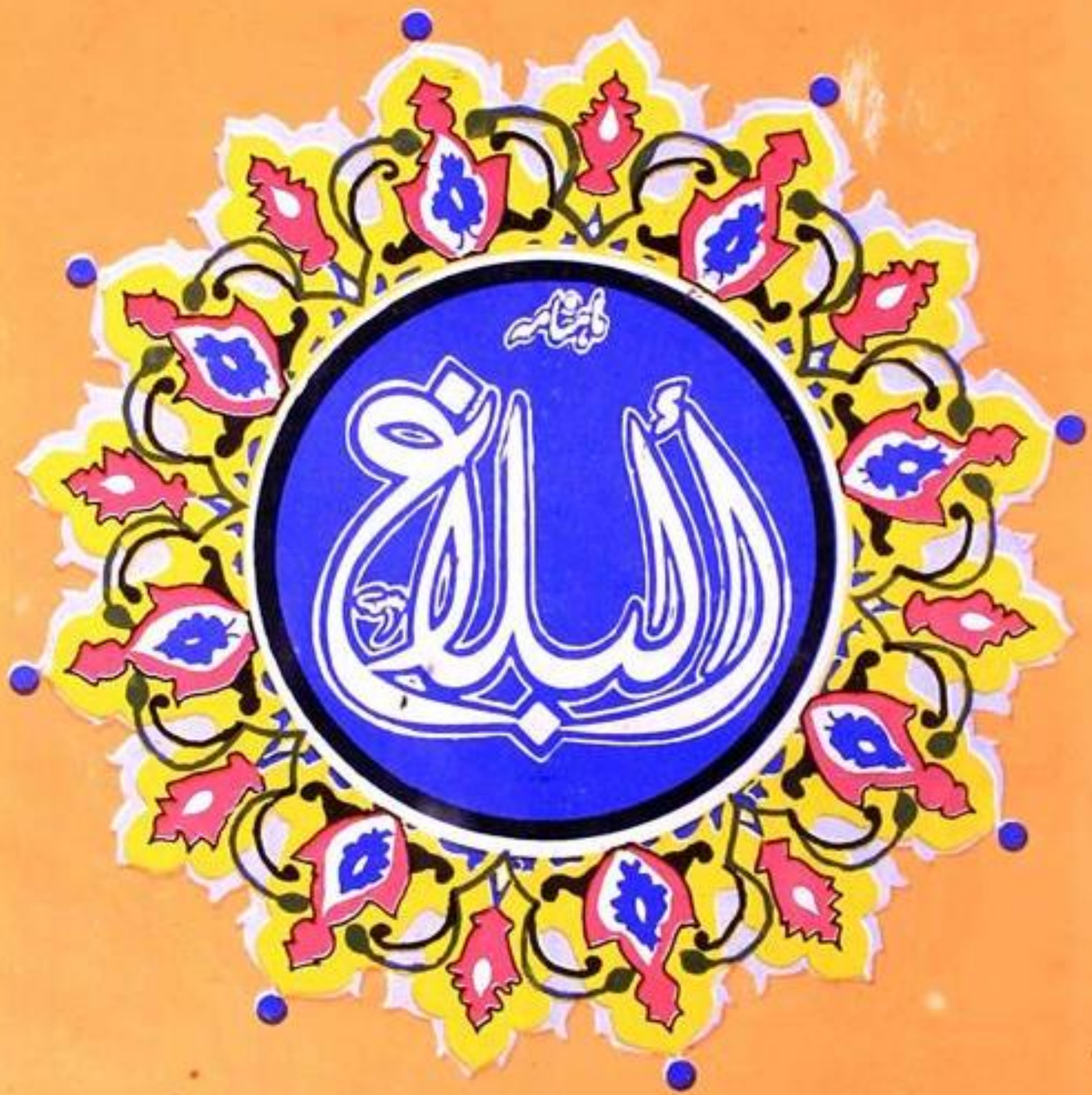
جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ فروری ۱۹۸۸ء

بانی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ
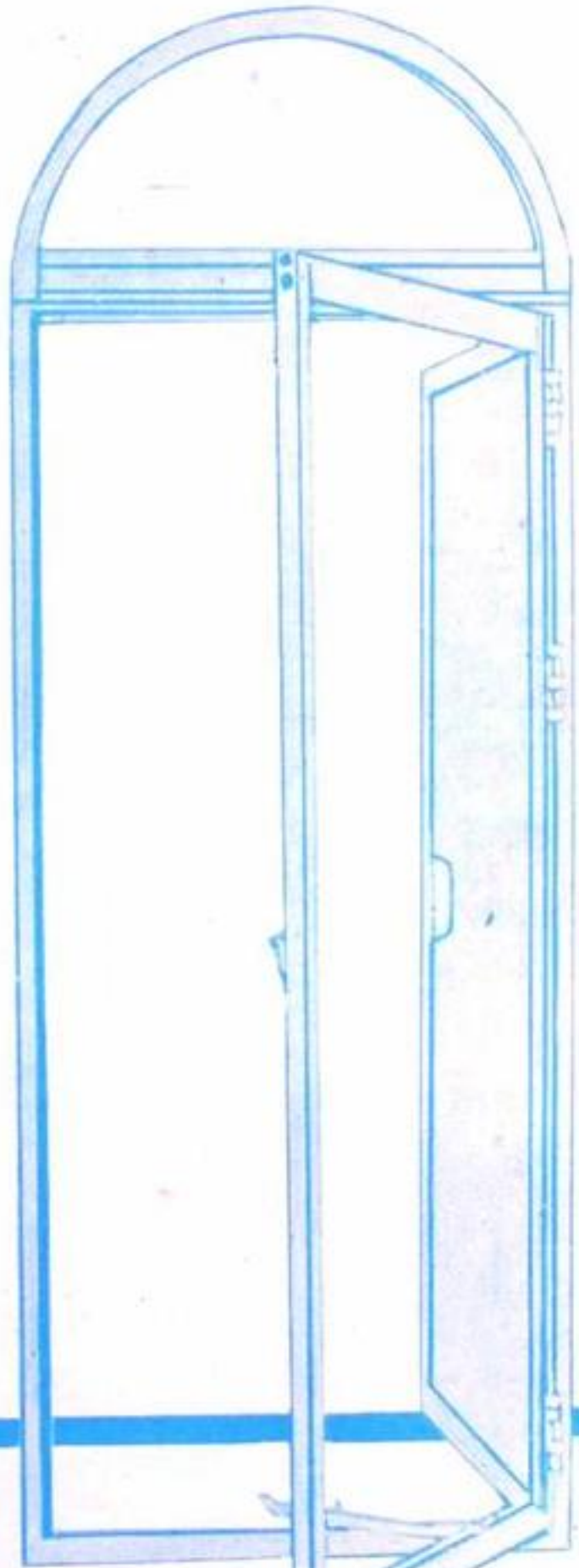
هٰذا بلاغ للناس

قیمت فی پرچہ پانچ روپے

سالانہ پچاس روپے

جلد ۲۲

جمادی الاخریٰ ۱۴۰۸ھ / فروری ۱۹۸۸ء

شمارہ ۶

نگراں :

حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی

مدیر :

محمد تقی عثمانی

ناظم :

شجاعت علی ہاشمی

سالانہ بدل اشتراک :

بیرونِ ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک و رجسٹری :

ریاستہائے متحدہ امریکہ / ۲۳۰ روپے برطانیہ، جنوبی افریقہ، ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ ہانگ کانگ، نائیجریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ / ۱۸۰ روپے سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت / ۱۵۰ روپے

پبلشر: محمد تقی عثمانی دارالعلوم کراچی
پرنٹر: مشہور آفسٹ پریس، کراچی

خط و کتابت کا پتہ : ماہنامہ "البلاغ" دارالعلوم کراچی ۱۴
فون نمبر: ۳۱۱۲۱۷

ترتیب

ذکر و فکر

معارف و مسائل

مقالات و مضامین

نقد و تبصرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر و فکر:

سلطان محمد فاتح کے شہر میں

سفرِ استنبول کے تاثرات

حمد و ستائش اس ذات کیلئے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا

اور

درود و سلام اس کے آخری پیغمبرؐ پر جنہوں نے دُنیا میں حق کا بول بالا کیا

مذاکرے کا افتتاح

اگلا دن (۲۱ مارچ) جمعہ تھا، اور دس بجے صبح مذاکرے کا افتتاح ہونے والا تھا، چنانچہ ہم ناشتے وغیرہ سے فراغت کے بعد اجتماع گاہ میں چلے گئے۔ یہ افتتاحی اجتماع استنبول کے ایک مصروف وسطی علاقے میں ایک مشہور آڈیٹوریم میں منعقد ہوا۔

یہ مذاکرہ دو عالمی تنظیموں کے اشتراک سے منعقد ہوا تھا۔ ان میں سے ایک تنظیم لیبیا کی جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیۃ (ورلڈ اسلامک کال سوسائٹی) ہے۔ یہ جمعیت لیبیا کے موجودہ سربراہ کرنل معمر القذافی نے ۱۹۶۹ء میں اپنے برسرِ اقتدار آنے کے بعد قائم کی تھی، اُس وقت کرنل قذافی اسلام کے نفاذ، اس کی دعوت و تبلیغ اور خدمت کیلئے بڑے جوش و خروش کا مظاہرہ کر رہے تھے، اس جمعیت کا قیام بھی اسی جوش و خروش کا ایک حصہ تھا، چنانچہ اس جمعیت کے ذریعے دُنیا کے مختلف حصوں میں مساجد کی تعمیر، مدارس اور شفاخانوں کے قیام وغیرہ کے بہت سے کام انجام دیئے

گئے، پھر ۱۹۸۲ء میں اس جمعیت کو عالمی تنظیم کی حیثیت دیدی گئی۔ اس کی ایک بین الاقوامی کونسل ہے جو مختلف ممالک کے چھتیس ارکان پر مشتمل ہے، اور اس کے اغراض و مقاصد میں وہ تمام باتیں درج ہیں جو ایک تبلیغی ادارے کے اغراض و مقاصد میں ممکن ہو سکتی ہیں۔ اسی جمعیت کے تحت طرابلس میں ایک "کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ" بھی ۱۹۷۴ء سے قائم ہے، اس کی ایک شاخ دمشق میں بھی ہے۔ اس میں مختلف ملکوں کے مسلمان طلباء "دعوتِ اسلامی" میں گریجویشن کرتے ہیں، اور اب ماسٹر ڈگری شروع کرنا بھی پیش نظر ہے۔ اس کے علاوہ اسی جمعیت نے لندن میں بھی ایک "دعوتِ اسلامی کالج" قائم کیا ہے جس میں مختلف یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل طلبہ کو دعوتِ اسلامی کیلئے تیار کرنا پیش نظر ہے۔ اسی جمعیت کے تحت مختلف مسلمان ملکوں میں "جمعیات الاخوۃ" بھی قائم ہیں جن میں پاکستان کا "پاک لیبیا دوستی کا مرکز" بھی شامل ہے۔

دوسری تنظیم استنبول کا "مرکز الابحاث للتاریخ والثقافۃ والفنون الاسلامیۃ" ہے، جس کا انگریزی نام "سنٹر آف ریسرچ آن اسلامک ہسٹری، کلچر اینڈ آرٹس" ہے۔ یہ مرکز مسلمان ملکوں کی تنظیم "منظمۃ المؤتمر الاسلامی" (او، آئی، سی) کے تحت استنبول میں قائم ہے، اور ڈاکٹر اکمل الدین احسان اوگلو کی زیرِ قیادت خاصی سرگرمی سے کام کر رہا ہے۔

ان دونوں تنظیموں کے اشتراک سے ایک مفید کام حال ہی میں یہ ہوا ہے کہ قرآنِ کریم کے جتنے تراجم دنیا کی جس کسی زبان میں ہوئے ہیں، ان کی ایک مکمل فہرست (BIBLIOGRAPHY) تیار کر کے شائع کی گئی ہے۔ یہ فہرست استنبول کے مرکز الابحاث کے محققین نے تیار کی ہے، اور اسے لیبیا کی جمعیۃ الدعوۃ کے خرچ پر شائع کیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ یہ کتاب اب تک تراجم قرآن کریم کی سب سے جامع فہرست ہے۔

اس کتاب کی اشاعت ان دونوں تنظیموں کے بیان کے مطابق ایک بڑے منصوبے کا نقطۂ آغاز ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآنِ کریم کے جو ترجمے ہوئے ہیں، (بالخصوص غیر مسلم ممالک کی زبانوں میں) اُن پر مستشرقین کے تراجم کی گہری چھاپ موجود ہے، مستشرقین کے تراجم میں غلطیاں اور مغالطہ انگیزیاں کوئی راز نہیں ہیں، لہٰذا ان کے تراجم پر جو دوسرے تراجم مبنی ہیں، اُن کی حالت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، چنانچہ ان دونوں تنظیموں کے پیش نظر یہ ہے کہ وہ ان تمام تراجم کا جائزہ لیکر ان کی غلطیوں کی نشان دہی کریں، اور پھر ہر زبان میں صحیح ترجمہ شائع کرنے کی کوشش کریں۔

ظاہر ہے کہ یہ کام جتنا مفید اور ضروری ہے، اتنا ہی مشکل اور وقت طلب بھی ہے،

اور اس کیلئے موزوں رجالِ کار، ہر زبان کے ماہرین اور قرآن کریم کا علم رکھنے والے حضرات کی ایک بڑی تعداد کی ضرورت ہے، اور وسائل بھی بہت درکار ہیں۔ چنانچہ دونوں تنظیموں نے مل کر یہ مذاکرہ اس غرض کیلئے رکھا تھا کہ اس میں اس "فہرستِ تراجم" کا تعارف ہو، اور آئندہ کام کیلئے خطوط متعین کئے جائیں۔ چنانچہ مذاکرے میں مختلف ملکوں سے ایسے حضرات کو مدعو کیا گیا تھا جو کسی زبان میں قرآن کریم کے ترجمے کا کام کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں۔

مذاکرے کا یہ افتتاحی اجلاس رسمی نوعیت کا تھا، اس میں ترکی کے وزیر اطلاعات کو بطور مہمانِ خصوصی مدعو کیا گیا تھا، جناب شریف الدین پیرزادہ، جمعیۃ الدعوۃ الإسلامیۃ کے صدر ڈاکٹر محمد شریف اور استنبول کے مرکز الأبحاث کے سربراہ ڈاکٹر اکمل الدین احسان اوگلو نے اپنی تقاریر میں مذاکرے کے مقاصد بیان کئے، اور اس اعلان کے ساتھ یہ افتتاحی اجلاس ختم ہو گیا کہ مذاکرے کے علمی اجلاس کل سے قصر یلدز میں منعقد ہوں گے۔

اجلاس کے بعد شرکاء سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ میں جب سعودی عرب سے ترکی کے لئے روانہ ہو رہا تھا تو اپنے محترم بزرگ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ مدظلہم نے استنبول کے دو صاحبان کا تعارف کرایا تھا کہ ان دونوں سے ضرور ملوں، کیونکہ وہ بڑی حد تک ہم مذاق ہونے کی وجہ سے اس سفر میں معاون ہوں گے۔ ان میں سے ایک شیخ امین سراج صاحب تھے، اور دوسرے ڈاکٹر یوسف قلیچ۔ احقر نے استنبول پہنچ کر ان حضرات کو فون کر دیا تھا، اور انہوں نے بتایا تھا کہ مذاکرے کے افتتاحی اجلاس میں وہ بھی تشریف لائیں گے، چنانچہ یہاں ان سے بھی ملاقات ہوئی، دونوں حضرات بڑی محبت اور تپاک سے پیش آئے، اور ترکی کے قیام کے دوران اُن سے بہت استفادہ ہوا۔

سلطان احمد کی مسجد میں:

افتتاحی اجلاس کے بعد پروگرام یہ تھا کہ تمام مندوبین استنبول کی شاندار مسجد "سلطان احمد" میں نمازِ جمعہ ادا کریں گے، چنانچہ یہاں سے ہم سب مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ شیخ امین سراج اور ڈاکٹر یوسف قلیچ بھی اس خیال سے ساتھ ہو گئے کہ احقر کو مسجد اور دوسرے تاریخی مقامات دکھانے میں مدد دے سکیں۔ چنانچہ ہم زوالِ آفتاب کے وقت

> اپنے شکوہ حُسن اور مینا کاری کے لحاظ سے یہ مسجد اس قدر عظیم الشان ہے کہ میں نے دُنیا میں ایسی کوئی اور مسجد نہیں دیکھی۔

سلطان احمد پہنچ گئے۔

یہ مسجد کیا ہے؟ ترکی فنِ تعمیر کا ایک عجوبہ ہے۔ اس میں داخل ہوتے ہی انسان اُس کے شکوہ، جاہ و جلال اور حُسن و جمال میں محو ہو جاتا ہے۔ اپنے شکوہ، حُسن اور مینا کاری کے لحاظ سے یہ مسجد اس قدر عظیم الشان ہے کہ میں نے دنیا میں ایسی کوئی اور مسجد نہیں دیکھی۔ یہ مسجد سترھویں صدی (۱۶۱۶ء) میں سلطان احمد نے تعمیر کرائی تھی۔ اس علاقے میں سب سے نمایاں عمارت عیسائیوں کا مشہور کلیسا "ایا صوفیا" کی تھی، سلطان احمد نے حکم دیا کہ اس عمارت کے بالمقابل ایک ایسی مسجد تعمیر کی جائے جو ایا صوفیا سے زیادہ بلند اور پُر شکوہ ہو، چنانچہ اس مسجد کی عمارت نے واقعۃً "ایا صوفیا" کی عمارت کو گرد کر دیا ہے، اور اب استنبول کے اس حصے میں نمایاں ترین تعمیر اسی مسجد کی ہے، اور اس کے چھ مینار بحیرۂ مرمر سے بھی استنبول کی بنیادی علامت کے طور پر نظر آتے ہیں۔

بلکہ روایت یہ مشہور ہے۔ خدا جانے کہاں تک صحیح ہے۔ کہ سلطان احمد نے اس مسجد کے معمار سے کہا تھا کہ میں اس مسجد کو ہر لحاظ سے "ایا صوفیا" سے کہیں بہتر دیکھنا چاہتا ہوں، اس لئے اس کے مینار سونے کے بنائے جائیں۔ معمار نے بہت سوچا، لیکن سونے کے مینار کی تعمیر کرنا اُسے ناممکن معلوم ہوا، دوسری طرف سلطان کی بات کو رد کرنا بھی اس کیلئے ممکن نہ تھا۔ آخر اس کے ذہن میں بادشاہ کی ناراضی سے بچنے کی ایک تدبیر آگئی۔ ترکی زبان میں سونے کو "الطن" کہتے ہیں، اسی سے ملتا جلتا ایک لفظ "الطی" ہے، جس کے معنی ہیں "چھ" اُس نے مسجد کے چھ مینار اس خیال سے تعمیر کر دیئے کہ اگر سلطان نے سونے کی بات پوچھی تو یہ جواب دیدوں گا کہ میں نے آپ سے "الطن" (سونے) کے بجائے "الطی" (چھ) کا لفظ سُنا تھا، اس لئے چھ مینار تعمیر کر دیئے۔ یہ روایت بھی مشہور ہے کہ اُس وقت تک حرم شریف کے سوا کسی مسجد کے مینار چھ نہیں تھے، چنانچہ شریفِ مکہ نے سلطان احمد کی مسجد میں چھ مینار ہونے پر اعتراض کیا جس کے جواب میں سلطان احمد نے حرم شریف میں ایک مزید مینار تعمیر کر کے حرم شریف کے میناروں کی تعداد سات کر دی۔ واللہ اعلم۔

مسجد کی عمارت ایک طویل و عریض کُرسی پر تعمیر کی گئی ہے، اُس کا اندرونی ہال چونسٹھ میٹر لمبا اور بہتر میٹر چوڑا ہے، اور چھت کم از کم چار منزل کے برابر بلند ہے۔ پوری چھت خوبصورت گنبدوں سے بھری ہوئی ہے جنہیں اس ترتیب سے بنایا گیا ہے کہ منبر پر کھڑے ہوئے خطیب کی آواز مسجد کے ہر حصے میں واضح طور پر سُنی جاتی ہے۔ چاروں طرف کی دیواروں اور چھتوں پر چینی کے سبز اور

نیلے ٹکڑوں سے اس قدر نفیس مینا کاری کی گئی ہے کہ نظر اُس پر بے ساختہ جم کر رہ جاتی ہے۔ روشنی کیلئے اس ہال میں دو سو ساٹھ روشن دان اور کھڑکیاں رکھی گئی ہیں۔ بلندی کی غالباً کوئی سطح ایسی نہیں ہے جس پر کہیں نہ کہیں کوئی روشن دان یا کھڑکی موجود نہ ہو، لیکن ان کے درمیان تناسب ایسا ہے کہ موزونیت میں کہیں کوئی فرق نہیں آتا۔ چھت چار سنگِ مرمر کے ستونوں پر قائم ہے، ان میں سے ہر ستون کی گولائی ۳۳ فیٹ ہے، اور وہ ایک گز چوڑی اور چار گز لمبی مرمر کی سلوں سے بنا ہوا ہے۔

ہم مسجد میں داخل ہوئے تو اس کے کچھ دیر بعد اذان ہوئی، دیوارِ قبلہ میں محراب کے ساتھ جو منبر بنا ہوا ہے، وہ بھی ایک منزل بلند ہے، تھوڑی دیر میں خطیب صاحب نمودار ہوئے، اور اس ایک منزلہ منبر کی بلند ترین سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ مؤذن نے نچلی سیڑھی پر کھڑے ہو کر فصیح و بلیغ عربی میں طویل خطبہ دیا۔ پہلا خطبہ زیادہ طویل تھا، اذان کی خوش الحانی حرم شریف کی قدیم اذانیں یاد دلا رہی تھی، خطبہ بھی بامعنیٰ تھا، اور نماز میں تلاوت بھی تجوید اور لہجے دونوں کے اعتبار سے نہایت عمدہ۔

سنتوں کے بعد ہم نے مسجد کے مختلف حصّے دیکھے۔ مسجد کے باہر مدرسوں اور خانقاہوں کیلئے حجرے بنے ہوئے ہیں، اور بائیں باغ میں سلطان احمد اول، عثمان ثانی اور مراد رابع کے مزارات بھی واقع ہیں، پوری مسجد میں جو فنِ تعمیر کے ہر شعبے کی اعلیٰ ترین کاریگری کے دلکش نمونے، بلکہ عجوبے نظر سے گذرے۔ سول انجینئرنگ کی ترقی کے اس دور میں بھی اس معیار کی تعمیر کے تصور سے یقیناً بڑے بڑے فنکاروں کو پسینہ آجائیگا۔

اتمیدان:

مسجد سے باہر نکلے تو سردی عروج پر تھی، ہلکے ہلکے بادلوں کی وجہ سے دھوپ بھی مرجھائی ہوئی تھی، اور برفانی ہواؤں سے پورا ماحول ٹھٹھر رہا تھا، لیکن اس وقت تک میں ایک اوور کوٹ کا انتظام کر چکا تھا، اس لئے یہ شدید سردی تکلیف دہ ہونے کے بجائے خوشگوار معلوم ہونے لگی تھی، مسجد سلطان احمد کے بالکل سامنے ایک خوبصورت پارک نما میدان ہے، جو ۳۷۰ میٹر لمبا اور ۱۱۸ میٹر چوڑا ہے، یہ جگہ بازنطینی حکومت کے دور میں گھڑ دوڑ کے میدان کے طور پر استعمال ہوتی تھی، اور ھپوڈروم "کہلاتی تھی۔ یہ صرف گھڑ دوڑ کا میدان ہی نہ تھا، بلکہ یہیں پر نئے بادشاہوں کی تاج پوشی کا اعلان ہوتا، یہیں پر فتح مند جرنیل فتح کا جشن مناتے، یہیں پر مجرموں کو پھانسی دی

جاتی اور منحرف عیسائی فرقوں کو زندہ جلایا جاتا، وحشی جانوروں کی نمائش اور جسمانی کرتب کے تماشے منعقد ہوتے۔ تاریخ میں کئی بار حکومت کے خلاف بغاوتیں بھی اسی میدان سے شروع ہوئیں، اور یہ میدان نہ جانے کتنی مرتبہ انسانوں کے خون سے لالہ زار ہوا، ترکوں کے زمانے میں اس کا نام "ھپوڈروم" سے بدل کر "ات میدان" کر دیا گیا، اور ترکی کی معاشی اور سیاسی تاریخ میں اسے غیر معمولی اہمیت حاصل رہی۔ اس میں تین ستون بھی نصب ہیں۔ ایک ستون چوتھی صدی قبل مسیح کا بیان کیا جاتا ہے، دوسرا پانچویں صدی عیسوی کا، اور تیسرا دسویں صدی عیسوی کا۔ یہ ستون تین مختلف بادشاہوں نے اپنی یادگار کے طور پر تعمیر کئے تھے، جن میں سے دو آج تک محفوظ چلے آرہے ہیں۔ فتح قسطنطنیہ کے وقت چھوٹے ستون پر پتھر کے تراشے ہوئے تین اژدہے لپٹے ہوئے تھے، جب سلطان محمد فاتح ایاصوفیا سے نکل کر یہاں پہنچا تو اس نے اپنی بھاری جنگی تبر سے ان اژدہوں کے سر اڑا دیئے تھے، اس لئے اس ستون کو "سرپنٹ کالم" کہتے ہیں (یعنی اژدہوں والا ستون)۔

یہاں سے "ایا صوفیا" پیدل کی مسافت پر ہے، لیکن ہمارے رہنماؤں نے اس سے پہلے ترکی کے شہرۂ آفاق عجائب گھر "توپ کاپے" لیجانے کا پروگرام بنایا، کیونکہ اُسے دیکھنے کیلئے زیادہ وقت درکار تھا، اور کچھ دیر بعد اس کے بند ہو جانے کا بھی خطرہ تھا۔

چنانچہ ہم یہاں سے گاڑیوں میں سوار ہو کر توپ کاپے کیلئے روانہ ہو گئے۔ وہ بھی یہاں سے قریب ہی تھا، اس لئے چند منٹ میں اس کے دروازے پر پہنچ گئے۔

توپ کاپے سرائے اور اس کے نوادرات:

ترکی زبان میں "سرائے" محل کو کہتے ہیں اور "کاپے" دروازے کو، لہٰذا "توپ کاپے سرائے" کے معنی ہیں "توپ دروازہ محل"، اسی لئے اسے عربی میں "قصر باب المدفع" بھی کہتے ہیں۔ دراصل بازنطینی دور میں یہاں قسطنطنیہ میں داخل ہونے کا ایک دروازہ تھا جو "سینٹ رومانوس دروازہ" کہلاتا تھا، جب سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا تو مسلمانوں نے اپنی ایک بھاری توپ اسی دروازے کے سامنے نصب کی تھی اور مسلمانوں کی گولہ باری سے سب سے زیادہ نقصان اسی دروازے کو پہنچا تھا، پھر فتح کے بعد سلطان محمد فاتح اسی دروازے سے شہر میں داخل ہوئے تھے۔ اسی بنا پر اس دروازے کا نام "توپ کاپے" (توپ دروازہ) مشہور ہو گیا۔ بعد میں یہاں ایک محل بھی تعمیر کر دیا گیا، جو سلاطین آل عثمان کے دور میں (سلطان محمد فاتح سے سلطان عبدالمجید تک) سلاطین کی رہائش وغیرہ کیلئے بھی استعمال کیا گیا۔ اس محل کا نام "توپ

کاپے سرائے" رکھا گیا۔ یعنی "توپ دروازہ محل"۔ آجکل اس محل کو ایک تاریخی یادگار کے علاوہ ایک عجائب گھر کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے جو اپنے بیش قیمت نوادر کے لحاظ سے دنیا کے بہترین اور امیر ترین عجائب گھروں میں شمار ہوتا ہے۔

اس محل کے مرکزی دروازے میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے ایک کشادہ صحن سے گذر کر "قصر محمد الفاتح" کے نام سے ایک عمارت نظر آتی ہے جس کے سامنے ایک برآمدہ ہے۔ اس برآمدے کے سامنے صحن کے بیچوں بیچ فرش پر ایک بڑا سا سوراخ ہے، یہ اس دور میں جھنڈا گاڑنے کی جگہ تھی، جہاں صدیوں تک خلافتِ عثمانیہ کا سرخ ہلالی پرچم لہراتا رہا ہے، وہ پرچم جس نے سالہا سال تک یورپ کی طاقتوں کو اپنے آگے سرنگوں رکھا، جو صدیوں تک عالمِ اسلام کے اتحاد کی علامت بنا رہا، اور جو آلِ عثمان کے دور میں دنیا کے تین براعظموں پر مسلمانوں کی شوکت کے نشان کے طور پر لہرایا ــ آج اس کی یادگار کے طور پر صرف یہ سوراخ باقی رہ گیا ہے جس کا خلا اس پرچم کے اکھڑنے کے بعد آج تک بھرا نہیں جا سکا۔

یہ برآمدہ جس کے آگے علم گاڑنے کی جگہ تھی، "بابُ السعادۃ" کہلاتا تھا، اور یہ وہ جگہ ہے جہاں سلطنتِ عثمانیہ کا ہر نیا سربراہ اپنی خلافت کیلئے بیعت لیا کرتا تھا۔ اس کے بعد "قصر محمد الفاتح" شروع ہوتا ہے، "قصر" اور "محل" کے لفظ سے عموماً ایک زرق برق اور پُر تکلف عمارت کا تصور آتا ہے، لیکن یہ "قصر" اس تصور سے بہت مختلف ہے۔ اس میں قدم قدم پر یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ بنانے والوں نے اسے سادگی کے ساتھ بنایا ہے، اور بے ضرورت تعمیرات سے پرہیز کیا ہے، بس اس کی حیثیت پرانے زمانے کے ایک وسیع مکان کی سی ہے جس کے طول و عرض اور اونچائی میں محلاتی انداز نہیں ہے۔

اندر داخل ہو کر سب سے پہلے ایک چھوٹا سا کمرہ ہے جس میں سلطان عبدالمجید کے افسر مہمانداری (پروٹوکول آفیسر) کا دفتر تھا، اس کے بعد ایک نسبۃً بڑا کمرہ ہے جو سلطان کے ملاقات کے کمرے کے طور پر استعمال ہوتا تھا، اسی سے متصل ایک اور کمرہ ہے جس میں ایک پرانے طرز کی مسہری بچھی ہوئی ہے یہ اس مسہری کا نمونہ ہے جو اس دور میں شاہی استعمال میں رہتی تھی، اور کہا جاتا ہے کہ یہ سلطان کی خوابگاہ تھی۔ یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ سلطان کی یہ خوابگاہ بھی چھوٹی سی ہے اور کم از کم اسی کے اندازِ تعمیر میں ٹھاٹھ باٹھ کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔

"توپ کاپے سرائے" بہت بڑا قلعہ ہے، جس کے بہت سے حصے ہیں اور تمام حصوں کو ڈیڑھ دو گھنٹے کے وقت میں دیکھنا ممکن نہیں ہے، اس لئے ہم اس کے چند منتخب حصے ہی دیکھ

سکے جو اس عجائب گھر میں سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔

تبرکات:

چنانچہ ہم سب سے پہلے اس کمرے میں پہنچے جہاں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات محفوظ کیے گئے ہیں۔ یوں تو دنیا کے مختلف حصوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب تبرکات پائے جاتے ہیں، لیکن مشہور یہ ہے کہ استنبول میں محفوظ یہ تبرکات زیادہ مستند ہیں ان میں سرورِ دو عالم صلی اللہ وسلم کا جبۂ مبارک، آپ کی دو تلواریں، آپ کا وہ جھنڈا جس کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں استعمال کیا گیا تھا، موئے مبارک، دندانِ مبارک، مقوقس شاہِ مصر کے نام آپ کا مکتوبِ گرامی اور آپ کی مہر مبارک شامل ہیں۔

تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تبرکات بنو عباس کے خلفاء کے پاس موجود تھے چنانچہ یہ آخری عباسی خلیفہ المتوکل کے حصے میں بھی آئے تھے، وہ آخر میں مصر کے اندر مملوک سلاطین کے زیرِ سایہ زندگی بسر کر رہا تھا، اقتدار و اختیار میں اس کا کوئی حصہ نہ تھا۔ دسویں صدی ہجری میں جب حجاز اور مصر کے علاقوں نے عثمانی سلطان سلیم اوّل کی سلطنت تسلیم کرلی، اور اسے "خادم الحرمین الشریفین" کا منصب عطا کیا گیا تو عباسی خلیفہ المتوکل نے "خلافت" کا منصب بھی سلطان سلیم کو سونپ دیا، اور مقاماتِ مقدسہ و حرمین شریفین کی کنجیاں اور یہ تبرکات بھی بطورِ سندِ خلافت اُن کے حوالے کردیئے۔ اسی کے بعد سے سلاطین عثمان کو "خلیفہ" اور "امیر المؤمنین" کا لقب مل گیا، اور پوری دُنیائے اسلام نے اُن کی یہ حیثیت کسی اختلاف کے بغیر تسلیم کرلی۔

اس طرح سلطان سلیم دسویں صدی ہجری میں یہ تبرکات مصر سے استنبول لیکر آئے، اور یہ اہتمام کیا کہ "توپ کاپے سرائے" میں ان کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک مستقل کمرہ تعمیر کیا۔ سلطان کی طرف سے ان تبرکات کی قدردانی اور ان سے عشق و محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب تک سلطان سلیم زندہ رہے استنبول میں مقیم رہنے کے دوران اس کمرے میں خود اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے اور اس کی صفائی کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ اس کمرے میں انہوں نے حُفّاظِ قرآن کو مقرر کیا کہ وہ چوبیس گھنٹے یہاں تلاوت کرتے رہیں، حُفّاظ کی ڈیوٹیاں مقرر تھیں، اور ایک جماعت کا وقت ختم ہونے سے پہلے دوسری جماعت آکر تلاوت شروع کردیتی تھی۔ اس طرح یہ سلسلہ بعد کے خلفاء نے بھی جاری رکھا۔ اس طرح دُنیا میں شاید یہ واحد جگہ ہے جہاں چار سو سال تک مُسلسل تلاوتِ قرآن ہوتی رہی ہے، اور اس دوران ایک لمحے کیلئے بھی بند نہیں ہوئی۔ خلافت کے

خاتمے کے بعد یہ سلسلہ موقوف ہوا۔

ان تبرکات کو انتہائی نفیس لکڑی کے صندوقوں میں رکھا گیا ہے، اور سال بھر میں صرف ایک بار رمضان کی ستائیسویں شب میں انہیں باہر نکال کر ان کی زیارت کرائی جاتی ہے، عام دنوں میں یہ تبرکات صندوقوں میں بند رہتے ہیں، اور صرف صندوق ہی دیکھے جاسکتے ہیں۔ لہٰذا ہم ان تبرکات کی زیارت نہ کرسکے۔ صرف صندوق دُور سے نظر آئے۔ یہ گنہگار آنکھیں یقیناً ان تبرکات کی زیارت کے لائق نہ تھیں، ان کیلئے اُس ظرف کی زیارت بھی ایک نعمتِ عظمیٰ تھی جسے ان کی صحبت و مساس کا شرف حاصل ہے۔

درجۂ استناد کے لحاظ سے ان تبرکات کی جو بھی حیثیت ہو، لیکن ایک امتی کیلئے اس نسبت کی سچائی کا 'احتمال' اور صرف 'احتمال' بھی کیا کم ہے؟

اسی کمرے میں کچھ اور تبرکات بھی رکھے ہوئے ہیں جو شوکیسوں میں محفوظ ہیں، اور شفاف شیشوں کے واسطے سے ان کی زیارت کی جاسکتی ہے۔ ان میں ایک تلوار حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، چار تلواریں چاروں خلفائے راشدینؓ کی طرف منسوب ہیں، ان کے علاوہ حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت جعفر طیارؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت ابو الحسینؓ کی طرف منسوب تلواریں بھی رکھی ہوئی ہیں۔ ایک حصے میں کعبہ شریف کے دروازے کا ایک ٹکڑا، کعبہ شریف کا قفل اور چابیاں، میزابِ رحمت کے دو ٹکڑے، اور وہ تھیلا بھی محفوظ ہے جس میں کسی زمانے میں حجرِ اسود رکھا گیا تھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی مٹی بھی موجود ہے۔ لیکن محققین کا کہنا ہے کہ تلواروں کی نسبت مشکوک ہے۔

دوسرے تاریخی نوادر:

تبرکات کے کمرے سے نکل کر ہم ایک اور قصر میں داخل ہوئے جو بہت سے کمروں پر مشتمل تھا، ہر کمرہ بیش قیمت نوادر سے بھرا ہوا تھا۔ ایک کمرے میں مختلف سلاطین کے لباس اور اسلحہ محفوظ ہیں، ان لباسوں میں خاص طور پر سلطان محمد فاتح کی ایک عبا بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ سلطان مصطفی سوم کا فولادی لباس جس پر سونا چڑھا ہوا ہے، اور سلطان مراد کا بیش قیمت اسلحہ بطورِ خاص قابلِ ذکر ہے۔

میں نے حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی صاحب مدظلہم العالی کے سفر نامۂ ترکی میں پڑھا تھا کہ:۔

"بعض واقفین کا کہنا ہے کہ اگر ترکی کسی زمانے میں دیوالیہ ہو جائے
تو اس عجائب خانے (توپ کاپے) کا سونا کچھ مدت تک پورے
ملک کا خرچ چلا سکتا ہے"۔

(دو ہفتے ترکی میں۔ ص ۵۷)

یہ پڑھتے وقت بادی النظر میں یوں معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے، شاید انہوں نے ضرورت سے زیادہ مبالغہ کر دیا ہے، لیکن "توپ کاپے" کا یہ حصہ دیکھ کر جو شاہی نوادر پر مشتمل ہے، واقعۃً اپنی غلطی کا احساس ہوا، اور خیال یہ ہوا کہ یہ بات بڑی حد تک صحیح ہے۔ غالباً سونے چاندی، جواہرات، مرصع ظروف اور بیش قیمت اشیاء کا اتنا نادر، اتنا قیمتی اور اتنا بڑا ذخیرہ دُنیا کے کسی عجائب گھر میں نہیں ہوگا۔

دراصل اس کی وجہ یہ ہے کہ بقول حضرت مولانا ندوی مدظلہم، سلاطین آلِ عثمان نے صدیوں متمدن دنیا کے غالباً سب سے بڑے حصے پر حکومت کی ہے، بڑی بڑی سلطنتیں اور بڑے بڑے سلاطین ان کے باج گذار اور زیر اثر رہے ہیں، اور وہ سب سلاطین آلِ عثمان کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے تملق کی حد تک سلاطین آلِ عثمان کو بیش قیمت تحفے بھیجتے رہے ہیں، یہ تمام تحفے، اور خود سلاطین آلِ عثمان نے اپنے شوق سے اپنے اور اپنی بیگمات کیلئے جو قیمتی چیزیں تیار کیں، وہ سب یہاں محفوظ ہیں۔

سلطان سلیم نے ایران کے شیعہ بادشاہ اسماعیل صفوی کو شکست دی تھی، اور اس کا شاہی تخت ایران سے استنبول لے آیا تھا۔ یہ تخت بھی یہاں محفوظ ہے۔ تخت کیا ہے؟ ہیرے جواہرات کا خزانہ ہے، اس تخت کے بارے میں لکھا ہے کہ دُنیا بھر میں اس کی کوئی نظیر آج بھی موجود نہیں ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ انسانی صنعت کا یہ شاہکار کمرے میں داخل ہوتے ہی توجہ اپنی طرف مبذول کرا لیتا ہے، اور میں نے فرنیچر کے قبیل سے کوئی انسانی صنعت اتنی حسین نہیں دیکھی۔ عموماً ہیرے جواہرات سے مرصع اشیاء اتنی بوجھل ہو جاتی ہیں کہ اُن کا حُسن محفوظ نہیں رہتا، لیکن باوجودیکہ اس تخت میں شاید کوئی ایک انچ جگہ بھی جواہر سے خالی نہیں ہے، لیکن انہیں اس نزاکت اور خوبصورتی سے تراشا گیا ہے کہ بس انسان دیکھتا ہی رہ جائے۔

سلطان عبدالمجید کے زمانے کا ایک فوارہ نظر آیا۔ جو دو حصوں پر مشتمل ہے، ہر حصے میں ۴۸ کیلو خالص سونا خرچ ہوا ہے، گویا پورے فوارے میں چھیانوے کیلو گرام سونا موجود ہے، اور اس کے مختلف حصوں میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیرے جڑے

ہوئے ہیں۔ [1]

خالص سونے کے بنے ہوئے کئی بڑے بڑے شمع دان نظر آئے جن میں سے ایک ایک پر کم از کم بیس بیس سیر سونا صرف ہوا ہوگا۔

الماس اور ہیرے کا اس سے پہلے نام ہی سُنا تھا، لیکن کبھی اصیل ہیرا دیکھنے کی نوبت نہ آئی تھی، یہاں ایک بہت بڑا، حسین اور تاریخی ہیرا بھی دیکھا جو چمچے کی طرح مخروطی گولائی لئے ہوئے ہے، اور "کشک چہ الماسی" کہلاتا ہے، یہ ۸۶ قیراط کا ہے، اور اس کے گرد سونے کا نہایت حسین فریم ہے۔ یہ ہیرا اس قدر تابدار ہے کہ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک چینی کے انتہائی شفاف گلوب میں کوئی نظر نہ آنے والا بلب روشن ہو، اس کی چمک کا عالم یہ ہے کہ اگر اس کی شعاعوں کے سیدھے زاویے پر کھڑے ہو کر اُسے دیکھا جائے تو آنکھ خیرہ ہو جائے۔

یہ ہیرا کسی ہندوستانی مہاراجہ کا تھا۔ ایک فرانسیسی جرنیل اسے خرید کر فرانس لے گیا، وہاں اس سے مشہور فرانسیسی فاتح نپولین بوناپارٹ کی ماں نے خرید لیا۔ نپولین اس وقت جلاوطنی کی زندگی گذار رہا تھا، اور اسے اس مصیبت سے چھڑانے کیلئے بڑی رقم کی ضرورت تھی، لہٰذا نپولین کی ماں نے یہ ہیرا ایک ترکی جرنیل علی پاشا کو ڈیڑھ سو ملین (پندرہ کروڑ) میں بیچ دیا۔ وہاں سے یہ عثمانی خزانے میں آیا، اور بالآخر اس عجائب گھر کی زینت بنا۔

سلطان محمد کا ایک خنجر بھی دیکھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دُنیا کا سب سے قیمتی خنجر ہے یہ بھی ہیرے جواہرات سے مرصّع ہے، اس میں تین زمرّد بھی لگے ہوئے ہیں اور اس کے قبضے کے اوپر ایک ڈھکن دار گھڑی بنی ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ ایک کمرہ اُن شاہی تحفوں اور تمغوں کیلئے وقف ہے جو وقتاً فوقتاً یورپ کی مختلف سلطنتیں عثمانی خلفاء کو بطور ہدیہ بھیجتی رہیں۔ ان میں سے اکثر اشیاء بھی سونے اور جواہر سے مرصّع ہیں۔ ان میں بیش قیمت تمغے، سنگھار دان، شمع دان، اسلحہ، ڈبے، برتن، زیورات وغیرہ شامل ہیں۔

---

[1] درحقیقت تعیّش اور اسراف کا یہی وہ انداز ہے جو قوموں، اور خاص طور پر مسلمانوں، کے زوال کا سب سے بڑا ذمہ دار ہے، سلطان عبدالمجید ترکی کے اس دَور کے سلطان تھے جب ترکی اپنے انحطاط کے آخری دَور میں تھا، اور "مردِ بیمار" بن چکا تھا۔ اس دَور میں بھی تعیّش کا یہ شوق مکمل تباہی پر منتج نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟

صفوی تخت کے علاوہ جس کا اوپر ذکر ہوا، اور بھی بہت سے بادشاہوں کے تخت یہاں موجود ہیں جن میں نادر شاہ، سلطان احمد اول وغیرہ کے تخت بھی شامل ہیں، ان میں سے بعض مکمل سونے سے ڈھلے ہوئے ہیں اور جواہرات سے مرصع ہیں۔

سلطان عبد المجید کے زمانے کا ایک فوارہ نظر آیا۔ جو دو حصوں پر مشتمل ہے، ہر حصے میں ۴۸ کیلو خالص سونا خرچ ہوا ہے گویا پورے فوارے میں چھیانوے کیلو گرام سونا موجود ہے اور اسمیں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہیرے جڑے ہوئے ہیں۔

غرض اس عجائب گھر میں واقعۃً ایسے نوادر جمع ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا تعارف ایک مستقل مضمون چاہتا ہے۔ اور اس لحاظ سے جس کسی نے یہ کہا تھا کہ ترکی دیوالیہ ہونے پر کچھ عرصے توپ کاپے کے نوادر سے کام چلا سکتا ہے، اُس نے بظاہر غلط نہیں کہا تھا۔

یہ عجائب گھر بیشک سیاحوں اور تاریخ دانوں کیلئے ایک دلچسپ تماشا گاہ ہے، لیکن اس سے زیادہ ایک عظیم عبرت گاہ بھی ہے، وہ مال و دولت اور شان و شوکت جس کیلئے تاریخ میں انسان انسان کے گلے کاٹتا رہا، جس کیلئے اس کی ساری توانائیاں وقف رہیں، جس کی خاطر اس نے لڑائی جھگڑے مول لئے، اُن میں سے کوئی چیز اُس کے ساتھ نہ جاسکی، وہ جب دُنیا سے گیا تو خالی ہاتھ تھا۔ دُنیا کی یہ ساری چمک دمک دوسروں کے ہاتھ آئی، اور بالآخر سیاحوں کی تفریح کا سامان بنکر رہ گئی۔ یہ وہ ناقابلِ فراموش حقیقت ہے جسے انسان ہمیشہ فراموش کرجاتا ہے، اور اگر زندگی کے منصوبے بناتے وقت انسان یہ سامنے کی حقیقت یاد رکھ لیا کرے تو یہ دُنیا جو جھگڑوں اور ناانصافیوں کا جہنم بنی ہوئی ہے، امن و عافیت اور سکون و اطمینان سے گل و گلزار ہو جائے۔

انہی تصورات کے ساتھ دُنیا کے اس منفرد عجائب گھر سے واپسی ہوئی۔ ہماری اگلی منزل آیا صوفیا تھی، چنانچہ چند منٹوں میں ہماری گاڑی اس تاریخی عبادت گاہ کے دروازے پر پہنچ گئی۔

(جاری)

هو الشافی

ما انزل اللہ من داء الا انزل لہ شفاء

اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں پیدا کیا جس کیلئے شفا نہ اتاری ہو

اچھے علاج اور مشوروں کے لئے لکھئے
یا خود تشریف لایئے
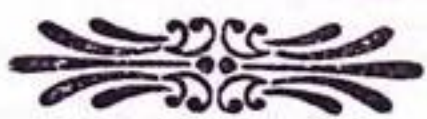
سنہ ۱۹۲۵ء سے طب مشرق اور قوم کی خدمت کر رہا ہے

اکسیری دواخانہ (پرائیویٹ) لمیٹڈ

نورس والا بلڈنگ بالمقابل میونسپل کارپوریشن ایم اے جناح روڈ کراچی فون [illegible]

ڈسٹرکٹ کورٹ

مسجدوں میں دُنیا کی بات نہ کی جائے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسجدوں میں لوگوں کی بات چیت اپنے دنیوی معاملات میں ہُوا کرے گی، تمہیں چاہیئے کہ ان لوگوں کے پاس کبھی نہ بیٹھو، اللہ کو ان لوگوں سے کوئی سروکار نہیں"

(شعب الایمان للبیہقی)

مسجد چونکہ خانہ خُدا ہے اس لئے اس کے ادب کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اس میں ایسی باتیں نہ کی جائیں جن کا اللہ کی رضا طلبی سے اور دین سے کوئی تعلق نہ ہو۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رح

معارف القرآن — سورۂ مومن — آیت ۱۳ تا ۲۲

خلاصۂ تفسیر

وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں (قدرت کی) دکھاتا ہے (تاکہ تم ان سے توحید پر استدلال کرو) اور (وہی ہے جو) آسمان سے تمہارے لئے رزق بھیجتا ہے (یعنی بارش بھیجتا ہے جس سے رزق پیدا ہوتا ہے، یہ بھی منجملہ مذکورہ نشانیوں کے ہے) اور (ان نشانیوں سے) صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے، جو (خدا کی) طرف رجوع (کرنے کا ارادہ) کرتا ہے (کیونکہ ارادہ رجوع سے غور و تامل نصیب ہوتا ہے، اس سے حق تک رسائی ہو جاتی ہے) تو (جب توحید پر دلائل قائم ہیں تو) تم لوگ خدا کو خالص اعتقاد کر کے (یعنی توحید کے ساتھ) پکارو (اور مسلمان ہو جاؤ) گو کافروں کو ناگوار ہو (اس کی پروا نہ کرو کیونکہ) وہ رفیع الدرجات ہے، وہ عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے وحی یعنی اپنا حکم بھیجتا ہے تاکہ وہ (صاحب وحی لوگوں کو) اجتماع کے دن (یعنی قیامت کے دن) سے ڈرائے جس دن سب لوگ (خدا کے) سامنے آموجود ہوں گے (کہ) ان کی بات خدا سے مخفی نہ رہے گی آج کے روز کس کی حکومت ہوگی، بس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا (اور) غالب ہے آج ہر شخص کو اس کے کئے (ہوئے کاموں) کا بدلہ دیا جاوے گا۔ آج (کسی پر) کچھ ظلم نہ ہوگا اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے اور (اس لئے) آپ ایک قریب آنے والی مصیبت کے دن (یعنی روز قیامت) سے ڈرایئے جس وقت کلیجے منہ کو آجاویں گے (غم سے) گھٹ گھٹ جاویں گے (اس روز) ظالموں (یعنی کافروں) کا نہ کوئی دل دوست اور نہ کوئی سفارشی ہوگا۔ جس کا کہا مانا جائے (اور) وہ (ایسا ہے کہ) آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور ان (باتوں) کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں (جن کو دوسرا نہیں جانتا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ بندوں کے

تمام کھلے اور چھپے اعمال سے باخبر ہے جن پر سزا اور جزا موقوف ہے) اور اللہ تعالیٰ ٹھیک فیصلہ کر دے گا اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارا کرتے ہیں وہ کسی طرح کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے (کیونکہ) اللہ ہی سب کچھ جاننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ (اسی طرح اللہ تعالیٰ تمام صفات کمال سے موصوف اور جھوٹے معبود سب سے عاری ہیں اس لئے فیصلہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کے بس میں نہیں اور یہ لوگ جو ان واضح دلائل کے بعد بھی انکار کرتے ہیں) کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں (اس کفر کی وجہ سے) ان کا کیسا انجام ہوا۔ وہ لوگ قوت اور ان نشانوں میں جو زمین پر چھوڑ گئے ہیں (مثل عمارات و باغات وغیرہ کے) ان (موجودین) سے بہت زیادہ تھے سو ان کے گناہوں کی وجہ سے خدا نے ان پر داروگیر فرمائی (یعنی عذاب نازل کیا) اور ان کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ ہوا (آگے ان کے گناہوں کی تفصیل ہے کہ) یہ مواخذہ اس سبب سے ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں (یعنی معجزات جو دلائل نبوت ہوتے ہیں) لے کر آتے رہے پھر انہوں نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مواخذہ فرمایا بے شک وہ بڑی قوت والا سخت سزا دینے والا ہے (جب ان موجودہ کافروں میں بھی وہی موجبات عذاب جمع ہیں تو یہ مواخذہ سے کیسے بچ سکتے ہیں)۔

معارف ومسائل

رَفِیۡعُ الدَّرَجٰتِ - درجات سے مراد بعض حضرات نے صفات قرار دیا ہے جس سے رفیع الدرجات کے معنی ہوئے۔ رفیع الصفات یعنی اس کی صفات کمال سب سے زیادہ رفیع الشان ہیں۔ ابن کثیر نے اس کو اپنے ظاہر پر رکھ کر یہ معنی بیان کئے کہ اس سے مراد رفعت عرش عظیم کا بیان ہے کہ وہ تمام زمینوں اور آسمانوں پر حاوی اور سب بمنزلہ چھت کے بلند ہے۔ جیسا کہ سورۂ معارج کی آیت میں ہے۔

مِنَ اللّٰهِ ذِی الۡمَعَارِجِ تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ اِلَيۡهِ فِیۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ ؕ

ابن کثیر کی تحقیق اس آیت کے متعلق یہی ہے کہ یہ پچاس ہزار سال کی مقدار اس مسافت کا بیان ہے جو ساتویں زمین سے عرش تک ہے اور اسی کو سلف وخلف کی بڑی جماعت کے نزدیک راجح قرار دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ بہت سے علماء کے نزدیک عرش رحمٰن ایک یاقوت سرخ سے بنا ہے۔ جس کا قطر اتنا بڑا ہے کہ وہ پچاس ہزار سال کی مسافت ہے اسی طرح اس کا ارتفاع ساتویں زمین سے پچاس ہزار سال کی مسافت ہے۔ اسی طرح اس کا ارتفاع ساتویں زمین سے پچاس ہزار سال کی مسافت تک ہے اور بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ رَفِیۡعُ الدَّرَجٰتِ بمعنی رَافِعُ الدَّرَجٰتِ ہے یعنی اللہ تعالیٰ مومنین متقین کے درجات کو بلند فرمانے والا ہے جیسا کہ قرآن کی آیات اس پر شاہد ہیں۔

نَرۡفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنۡ نَّشَآءُ اور هُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ اللّٰهِ ۔

یَوۡمَ هُمۡ بٰرِزُوۡنَ لَا یَخۡفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنۡهُمۡ ۔ بارزون سے مراد یہ ہے کہ میدان حشر کی زمین چونکہ ایک سطح مستوی بنادی جائے گی۔ جس میں کوئی پہاڑ یا غار یا عمارت اور درخت نہ ہوگا جس کی آڑ ہو سکے اس لئے سب کھلے میدان میں سامنے ہوں گے۔

لِمَنِ الۡمُلۡکُ الۡیَوۡمَ ۔ یہ کلمہ آیات مذکورہ میں یوم التلاق اور یوم ھم بارزون کے بعد آیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ یوم التلاق ملاقات و اجتماع کا دن نفخہ ثانیہ کے بعد ہوگا اسی طرح یوم ھم بارزون کا واقعہ بھی اس وقت ہوگا جب نفخہ ثانیہ کے بعد نئی زمین ایک سطح مستوی کی صورت میں بنادی جائے گی۔ جس پر کوئی آڑ پہاڑ نہ ہوگا اس کے بعد یہ کلمہ لمن الملک لانے سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ کا یہ ارشاد نفخہ ثانیہ کے تمام خلائق کے دوبارہ پیدا ہونے کے بعد ہوگا اس کی تائید قرطبی نے بحوالۂ نحاس ایک حدیث سے پیش کی ہے جو ابووائل نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ یہ کہ تمام آدمی ایک صاف زمین پر جمع کئے جائیں گے جس پر کسی نے کوئی گناہ نہیں کیا ہوگا۔ اس وقت ایک منادی کو حکم ہوگا جو یہ ندا کرے گا لمن الملک الیوم یعنی آج کے دن ملک کس کا ہے۔ اس پر تمام مخلوقات مومنین و کافرین یہ جواب دیں گے للّٰہ الواحد القہار مومن تو اپنے اعتقاد کے مطابق خوشی و تلذذ کی صورت میں کہیں گے اور کافر مجبور و عاجز ہونے کی بناء پر رنج و غم کے ساتھ اس کے ساتھ اس کا اقرار کریں گے۔

لیکن دوسری بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ارشاد حق تعالیٰ خود ہی اس وقت فرمائیں گے جبکہ نفخۂ اولیٰ کے بعد ساری مخلوقات فنا ہوجاویں گی اور پھر مخصوص مقرب فرشتوں۔ جبریل میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت کو بھی موت آجاوے گی۔ اور سوائے ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے کوئی نہ ہوگا اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا لمن الملک الیوم اور چونکہ اس وقت جواب دینے والا کوئی نہ ہوگا تو خود ہی جواب دیں گے للّٰہ الواحد القہار۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اس میں سوال کرنے والا اور جواب دینے والا صرف ایک اللہ ہی ہے۔ محمد بن کعب قرظی کا بھی یہی قول ہے اور اس کی تائید حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ساری زمینوں کو بائیں ہاتھ میں اور آسمانوں کو داہنے ہاتھ میں لپیٹ کر فرمائیں۔ انا الملک این الجبارون این المتکبرون۔ یعنی میں ہی ملک اور مالک ہوں آج جبارین اور متکبرین کہاں ہیں۔ تفسیر درمنثور میں اس طرح کی دونوں روایتیں نقل کرکے کہا گیا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کلمہ دو مرتبہ دہرایا جائے ایک نفخہ اولیٰ اور فنائے عالم کے وقت دوسرے نفخہ ثانیہ اور تمام خلائق کے دوبارہ زندہ کے وقت۔ بیان القرآن میں فرمایا کہ قرآن کریم کی تفسیر اس پر موقوف نہیں کہ دو ہی مرتبہ قرار دیا جائے بلکہ ہو سکتا ہے آیات مذکورہ میں اس واقعہ کا ذکر ہو جو نفخۂ اولیٰ کے بعد ہوا تھا۔ اس کو اس وقت حاضر فرض کرکے یہ کلمہ فرمایا گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

یَعۡلَمُ خَآئِنَۃَ الۡاَعۡیُنِ (یعنی الاعین الخائنۃ) خیانت نظر سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں سے چرا کر ایسی چیز پر نظر ڈالے جو اس کے حرام اور ناجائز ہو، جیسے کسی غیر محرم پر شہوت سے نظر کرے اور جب کسی کو دیکھے تو نظر ہٹا لے یا اس طرح نظر ڈالے کہ جس کو دیکھنے والے محسوس نہ کریں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سب چیزیں ظاہر ہیں۔

ادارۃ القرآن کراچی کی چند شاہکار علمی مطبوعات

المبسوط للسرخسی ۳۱ اجزاء ۱۶ مجلد قیمت مکمل سیٹ ۱۸۵۰/-
اعلاء السنن ۲۱ اجزاء ۱۳ مجلد " ۱۴۴۸/-
مصنف ابن ابی شیبہؒ ۱۶ مجلد " ۱۳۰۰/-
احکام القرآن للتھانوی ۵ جلد (عظیم علمی سرمایہ پہلی بار) ۷۵۰/-
الکوکب الدری علی الجامع الترمذی للگنگوہی ۴ جلد ۳۹۲/-
الکاشف عن حقائق السنن المعروف بالطیبی شرح مشکوٰۃ المصابیح
(پہلی بار عالم اسلام میں زیور طباعت سے آراستہ عنقریب منظر عام پر)
صحیح مسلم بشرح النووی ۱۸ اجزاء ۹ جلد قیمت ۱۱۴۰/-
نیل الاوطار شوکانیؒ ۸ جلد بڑے سائز میں ۶۴۰/-
کتاب الآثار للامام محمد مع الایثار لابن حجرؒ
الجامع الصغیر للامام محمد مع شرح نافع الکبیر علامہ عبدالحئی لکھنوی ۱۱۰/-
المبسوط للامام محمد بتعلیق ابوالوفاء الافغانیؒ ۵ جلد ۴۰۰/-
شرح السیر الکبیر لمحمد بن الحسن شیبانیؒ ۵ جلد ۴۵۰/-
غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر لابن نجیم ۴ جلد زیر طبع
کشف الحقائق شرح کنز الدقائق۔ عبدالحکیم افغانیؒ "
عنوان الشرف الوافی اجتماع خمسۃ علوم بعبارۃ واحدۃ ۱۳۲/-
معارف لدنیہ افادات حضرت مولانا غلام النصیر چلاسی دامت برکاتہم ۱۵/-
بائبل قرآن اور سائنس۔ مورس بوکائیے، اردو ۴۵/-
مترجم: ثناء الحق صدیقی، انگریزی ۳۰/-

انوار المحمود علی سنن ابی داؤد (شیخ الہند۔ علامہ کشمیری) ۲ جلد ۱۹۲/-
غنیۃ الناسک فی بغیۃ المناسک، علامہ حسن شاہ مہاجر مکی ۶۸/-
النکت الطریفہ فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ
علی ابی حنیفہؒ۔ علامہ زاہد الکوثری ۵۶/-
التفسیر والمفسرون۔ محمد حسین الذہبی۔ ۲ جلد ۲۲۵/-
المستصفی من علم الاصول۔ للامام غزالی ۲ اجزاء ۱۰۰/-
الجریمۃ والعقوبۃ فی الفقہ الاسلامی۔ محمد ابوزہرۃ ۱۲۰/-
الاحوال الشخصیہ۔ محمد ابوزہرۃ ۱۲۰/-
محاضرات فی النصرانیہ۔ محمد ابوزہرۃ ۴۸/-
العقائد الوثنیۃ فی الدیانۃ النصرانیہ۔ محمد طاہر التنیر ۳۸/-
کتاب الدیات۔ احمد بن عمرو بن عاصم الضحاک الشیبانیؒ ۳۸/-
اصول التشریع الاسلامی۔ استاذ علی حسب اللہ ۹۲/-
کتاب المعاملات الشرعیۃ المالیۃ۔ احمد ابراہیم بک ۹۲/-
المصلحۃ فی التشریع الاسلامی۔ الدکتور مصطفی زید ۸۴/-
کتاب الخراج للقاضی ابی یوسفؒ ۵۶/-
فتح الملہم بشرح صحیح مسلم۔ علامہ شبیر احمد العثمانیؒ ۳۰/-
تلخیص بیان القرآن۔ علامہ ظفر احمد عثمانیؒ ۲۵/-
اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اردو ایڈیشن ۶/-
عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب نور اللہ مرقدہ انگریزی ایڈیشن
حقیقۃ الفقہ۔ ۲ جلد۔ مولانا محمد انوار اللہ فاروقیؒ زیر طبع

مختلف سائز کے دیدہ زیب قرآن مجید اور سپاروں کے سیٹ کا مرکز۔

کتب تفسیر، حدیث فقہ، تاریخ، لغت، تصوف، سیرت عربی اردو مطبوعات کا عظیم الشان مرکز

پیشگی منی آرڈر یا کارڈ لکھ کر وی پی طلب فرمائیں۔ پیشگی روانگی کی صورت میں ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔

پتہ: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ۴۳۷۔ ڈی گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک۔ کراچی ۵

ہنسی مذاق

اور

اس کے مسائل

افادات: حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

ترتیب: محمد اسلم ناظم مجلس صیانۃ المسلمین ــــــ ہارون آباد

(غیر شرعی ہنسی مذاق کی مذمت)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے "سچائی پر مبنی" مزاح فرمانے کے واقعات

واقعہ ۱: ایک عورت ام ایمن رضی اللہ عنہا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ آپ کو میرا شوہر بلاتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر وہی نہیں جس کی آنکھ میں سفیدی ہے اس نے عرض کیا کہ اس کی آنکھیں تو اچھی ہیں۔ ان میں سفیدی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہے اس نے بقسم کہا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص نہیں جس کی آنکھ میں سفیدی نہیں یعنی حرقہ چشم ہر انسان کا سیاہی اور سفیدی دونوں رکھتا ہے۔ (احیاء العلوم)

واقعہ ۲: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا تھا اس کا نام ابو عمیر تھا نغیر ایک جانور پالا تھا جس کا ترجمہ علماء لال سے کرتے ہیں اور وہ اس سے کھیلا کرتا تھا وہ مر گیا جس کی وجہ سے وہ رنجیدہ بیٹھا تھا جب آپ اس کے گھر گئے اس کو چھیڑنے کے لئے پوچھا یا اباعمیر مافعل النغیر اے ابو عمیر وہ نغیر کہاں جاتا رہا۔

واقعہ ۳ ضحاک بن سفیان کلابیؓ نہایت بدصورت آدمی تھے جب وہ بیعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔ اس وقت پردہ فرض نہ ہوا تھا بیعت کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس دو بیبیاں اس سرخ عورت یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اچھی ہیں اگر آپ نکاح کریں تو ایک کو میں آپ کے واسطے بھیج دوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اِن سے پوچھا کہ وہ خوبصورت ہیں یا کہ تم ؟ انہوں نے کہا کہ میں اِن سے کہیں اچھا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سوال وجواب سے ہنس پڑے کہ ایسی صورت ہونے پر اپنے آپ کو خوبصورت جانتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد سوم ص۱۸۲)

واقعہ ۴ ایک بار صہیبؓ کی آنکھ میں درد تھا اور خرما کھاتے تھے آپؐ نے فرمایا کہ تمہاری آنکھ دکھتی ہے اور تم خرما کھاتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ حضرت میں دوسری داڑھ سے کھاتا ہوں آپ اتنے ہنسے کہ کچلیاں ظاہر ہونے لگیں۔ (احیاء العلوم)

واقعہ ۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ سب بیبیوں سے کم عمر تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِن کی عمر کے موافق اِن سے دل لگی دل جوئی فرمایا کرتے تھے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اِن کے ساتھ دوڑے بھی ہیں چونکہ حضرت عائشہؓ بچی اور چھریرے بدن ہلکے بدن کی تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عمر کے تھے آپ کا جسم بھاری ہو چکا تھا۔ اس دوڑ میں حضرت عائشہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک مرتبہ دوڑے اس مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے کیونکہ اب حضرت عائشہؓ کا بدن بھاری ہو گیا تھا اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ نکل سکیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس کا بدلہ ہے کہ تم پہلے آگے نکل گئیں تھیں (کسالنساء ص۲۵)

واقعہ ۶ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ایک روز آپ میرے گھر میں تھے اور بی بی سودہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھیں میں نے قلیہ تیار کیا اور سودہؓ سے کہا کہ کھاؤ انہوں نے کہا کہ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا میں نے کہا کھاؤ تو کھاؤ۔ نہیں تو تمہارے منہ پر مل دوں گی انہوں نے کہا میں تو نہیں کھاؤں گی میں نے پیالہ میں سے لے کر اِن کے منہ پر لگا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں کے بیچ میں بیٹھے تھے اپنا پاؤں ہٹا لیا تاکہ وہ بھی اپنا بدلہ مجھ سے لیں۔ انہوں نے پیالے میں ہاتھ ڈال کر میرے منہ پر پھیر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہنستے رہے۔ (احیاء العلوم ص۱۸۲)

واقعہ ۷ نعیمان انصاریؓ ایک خوش مزاج آدمی تھا مدینہ منورہ میں جب کبھی دودھ یا کوئی چیز آتی تو اس میں سے خرید کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاتا اور کہتا کہ یا حضرت یہ چیز میں نے آپ ہی کے لئے مول لی ہے اور ہدیہ لایا ہوں جب اس چیز کا مالک دام مانگنے آتا تو اس کو بھی آپ کی خدمت میں لاتا اور عرض کرتا کہ فلاں چیز کے دام اس کو عنایت فرمائیے آپ فرماتے تو نے تو ہدیہ دی تھی۔ عرض کرتا میرے پاس دام نہ تھے مگر میرا دل یوں چاہتا تھا کہ آپ اس کو کھائیں اس لئے خرید کر کے لے آیا تھا آپ ہنس کر دام دلوا دیتے۔
(ف) پس اس طرح کے مطالبات کبھی کبھی جائز ہیں دوام کرنا بُرا ہے۔ (احیاء العلوم)

واقعہ ۸ — ارشاد باری تعالیٰ ہے (رمضان المبارک میں) کھاؤ پیو یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاگہ کالے دھاگے سے ممتاز ہو جائے۔ یہ آیت سن کر ایک صحابیؓ نے اس کا ظاہری معنی سمجھا اور اس پر عمل کرتے ہوئے سفید اور کالا دھاگہ لے کر تکیے کے نیچے رکھدیا چنانچہ سحری کے وقت اس کو بار بار دیکھنے لگا جب ان کو الگ الگ نظر آنے لگا تو انہوں نے روزہ بند کر دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا تو آپ نے ہنس کر فرمایا اِنَّ وِسَادَتَكَ لَعَرِيضٌ یعنی تیرا تکیہ بہت وسیع ہے کہ اسمیں پوری اُفق سما گئی۔

واقعہ ۹ — ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مزاح بھی کیا کرتے تھے یا نہیں آپ نے فرمایا کیا کرتے تھے اس نے پوچھا کس طرح کرتے تھے آپ نے فرمایا ایک روز آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو ایک تھان دیا اور ارشاد فرمایا اس کو پہنو اور خدا کا شکر ادا کرو اور اس میں سے دولہن کے دامن بناؤ۔ (احیاء العلوم صفحہ ۱۸۰)

واقعہ ۱۰ — حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر خوش خلق اور خوش مزاج تھے ایک دفعہ آپؐ نے مجھ کو ایک دن کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا میں تو نہیں جاتا اور دل میں یہ تھا کہ جہاں حکم دیا وہاں جاؤں گا۔ یہ بچپن کا اثر تھا میں وہاں سے نکلا تو بازار میں چند کھیلنے والے لڑکوں پر گذرا، اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آکر گردن پکڑ لی۔ میں نے آپؐ کو دیکھا تو آپؐ ہنس رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تم جہاں میں نے کہا تھا جا رہے ہو۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں یا رسول اللہ میں جا رہا ہوں (مسلم)

واقعہ ۱۱ — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں لئے ان کے سامنے اپنی زبان نکال رہے تھے اور وہ زبان مبارک کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے اتنے میں عینیہ بن بدر فزاری نے کہا کہ میرے جولڑ کا ہوتا ہے میں تو کبھی پیار نہیں کرتا آپؐ نے فرمایا مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ۔ جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (احیاء العلوم صفحہ)

واقعہ ۱۲ — حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ تبوک میں۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ چمڑے کے چھوٹے سے خیمہ میں تھے، میں نے سلام عرض کیا، آپؐ نے فرمایا اندر آؤ میں نے کہا، میں پوری طرح (خیمہ کے اندر) آؤں؟ آپؐ نے فرمایا کہ "ہاں پوری طرح اندر آؤ" (ابوداؤد) خیمہ کے چھوٹے ہونے اور گنجائش نہ ہونے کے سبب انہوں نے یہ بات عرض کی کہ پوری طرح اندر آؤں اور آپ نے مزاح کے طور پر اس طرح کا جواب دیا۔ اسی طرح ایک گاؤں کا باشندہ زاہر بن حرام جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اکثر دیہات کے تحائف لایا کرتا تھا آپؐ شہر کی چیزیں اس کو خرید دیا کرتے تھے آپؐ فرمایا کرتے تھے زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کے شہر ہیں۔ بطور مزاح کے فرمایا کرتے تھے۔

واقعہ ۱۳ خوات بن جبیر انصاری رضؓ ابن کعب کی عورتوں میں مکہ معظمہ کی راہ بیٹھے ہوئے تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اس طرف ہوا کہا تم اِن عورتوں میں کیوں بیٹھے ہو۔
انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس اونٹ شریر طبیعت والا ہے اس کے لئے ان سے رسّی بٹوار ہا ہوں
آپؐ اپنے کام کو تشریف لے گئے جب وہاں سے پھرے تو پھر اس سے فرمایا کہ اس اونٹ نے ابھی
شرارت نہیں چھوڑی۔ خوات کہتے ہیں کہ مجھے شرم آگئی اور چپ ہو رہا اور اس کے بعد جہاں کہیں
حضرت کو دیکھتا شرم کے مارے بھاگ جاتا یہاں تک کہ مدینہ میں آکر میں مشرف باسلام
ہوا ایک روز میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا آپؐ تشریف لائے اور میری طرف بیٹھ گئے میں نے
بڑی رکعتیں پڑھنی شروع کیں آپؐ نے فرمایا طویل نماز مت پڑھو میں تمہارا منتظر ہوں جب
میں نے سلام پھیرا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس اونٹ نے اب تک شرارت نہیں چھوڑی میں مارے
شرم کے کچھ نہ کہہ سکا آپؐ تشریف لے گئے مگر میرا یہ حال تھا آپؐ سے بھاگتا پھرتا تھا ایک روز
آپ دراز گوش پر سوار مجھ کو ملے دونوں پاؤں مبارک ایک ہی طرف کو رکھے ہوئے تھے فرمایا
کہ اے ابو عبداللہ اب تک اونٹ نے شرارت چھوڑی کہ نہیں؟ میں نے عرض کیا قسم ہے اس
ذات کی جس نے آپؐ کو رسول برحق کیا ہے جس روز سے مسلمان ہوا ہوں اس روز سے کبھی بد
ذاتی نہیں کی آپؐ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر الٰہی اس شخص کو ہدایت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے انکو ہدایت

دی اور بڑے اچھے مسلمان ہوئے۔ (احیاء العلوم صـ۱۸۳)

واقعہ ۱۴ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ میں اس شخص کو خوب جانتا ہوں کہ اس کو دربار الٰہی میں حاضر کیا جائے گا اس
کے لئے حکم ہوگا کہ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کئے جائیں اور بڑے بڑے گناہ مخفی
رکھے جائیں۔ جب اس پر چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے کہ تو نے فلاں دن فلاں گناہ کئے ہیں
تو وہ اقرار کرے گا اس لئے کہ انکار کی گنجائش نہیں اور اپنے دل میں نہایت خوف زدہ ہوگا کہ ابھی تو
صغائر ہی کا نمبر ہے کبائر پر دیکھیں کیا گزرے؟ اس دوران میں یہ حکم ہوگا کہ اس کو ہر گناہ کے
بدلے ایک نیکی دی جائیگی تو وہ شخص حکم سنتے ہی خود بولے گا کہ میرے تو ابھی بہت سے گناہ باقی
ہیں جو یہاں نظر نہیں آتے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اس کا مقولہ نقل فرماکر ہنسنے یہاں تک کہ آپؐ کے دندانِ مبارک ظاہر ہوگئے۔ ہنسی اس بات
پر تھی کہ جن گناہوں کے اظہار سے ڈر رہا تھا ان کے اظہار کا خود طالب بن گیا (شمائل ترمذی صـ۲۱۳)

واقعہ ۱۵ عامر بن سعدؓ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم غزوۂ خندق کے دن ہنسے حتیٰ کہ آپؐ کے دندانِ مبارک ظاہر ہوگئے
عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا، کہ کس بات پر ہنسے تھے؟ انہوں نے کہا، کہ ایک کافر
ڈھال لئے ہوئے تھا اور سعدؓ گو بڑے تیر انداز تھے لیکن وہ اپنی ڈھال کو اِدھر اُدھر کر

لیتا تھا، جس کی وجہ سے اپنی پیشانی کا بچاؤ کر رہا تھا، گویا مقابلہ میں حضرت سعدؓ کا تیر لگنے نہیں دیتا تھا۔ حالانکہ حضرت سعدؓ مشہور تیر انداز تھے) سعدؓ نے ایک مرتبہ تیر نکالا اور اس کو کمان میں کھینچ کر انتظار میں رہے) جس وقت اس کی ڈھال سے سر اٹھایا فوراً ایسا تیر لگایا کہ پیشانی سے چوکا نہیں اور وہ فوراً گر گیا۔ ٹانگ بھی اوپر کو اٹھ گئی۔ بس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قصہ پر ہنسے۔ (ص ۲۱۹) (شمائلِ ترمذی)

واقعہ ۱۶ کسی دعوت کی مجلس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مع دیگر صحابہ کرامؓ چھوہارے کھا رہے تھے اور گٹھلیاں حضرت علیؓ کے سامنے پھینکتے جاتے تھے۔ کھا چکنے کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اُف! آپؓ نے اتنے چھوہارے کھائے کہ گٹھلیوں کا انبار لگا پڑا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا" جی ہاں! مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ چھوہارے مع گٹھلیوں کے کھا گئے۔

حضرت امیر معاویہؓ کی خدمت میں عرب کے ایک رئیس نے درخواست کی کہ مجھے بصرہ میں مکان بنوانا ہے۔ مجھے سالم کھجور کے بیس ہزار درخت تعمیر مکان کے سلسلہ میں درکار ہیں، اِن کی بہم رسانی میں میری امداد فرمائی جائے آپ نے درخواست کی پشت پر لکھوایا کیا تم بصرہ میں گھر بنانا چاہتے ہو یا بصرہ کو اپنے گھر میں بسانا چاہتے ہو۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کی کہ حضور مجھے فلاں شخص نے دھوکہ دیا ہے لہٰذا میری حق رسی فرمائیں حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا جا بھاگ جا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوٹے قد کے آدمی کسی سے دھوکہ نہیں کھاتے چونکہ تو بھی چھوٹے سے قد کا ہے۔ اس لئے تو ہرگز دھوکہ نہیں کھا سکتا اس آدمی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سر آنکھوں پر اور حضور کا ارشاد بجا۔ لیکن حضور جس شخص نے مجھے دھوکہ دیا ہے وہ مجھ سے بھی چھوٹے قد کا ہے یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ مسکرائے اور جانبین کے درمیان مناسب فیصلہ کر دیا۔ (مخزن اخلاق ص ۵۴)

اشرفُ اللّطائف فِی الظّرائف

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک قاری صاحب ساڈھورہ کے رہنے والے مجھ سے بیان کرتے تھے کہ منیۃ المصلی پڑھنے کے زمانہ میں جماعت میں شریک تھا امام کو قاعدہ میں دیر ہو گئی تو قاری صاحب کیا کہتے ہیں "قُمْ" یعنی کھڑے ہو جاؤ حالانکہ جب امام بھول جائے تو مقتدی کو صرف لفظ "سُبْحَانَ اللہ" کہنا چاہیے امام صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ قاری صاحب بڑے خوش ہو کر عربی زبان پڑھنے سے یہ فائدہ ہوا کہ بات بھی کہہ دی اور نماز بھی فاسد نہ ہوئی سلام کے بعد ان امام صاحب نے کہا کہ یہ کون تھا قم کہنے والا۔ آپ نے بڑے فخر کے ساتھ کہا میں تھا۔ سمجھے کہ بڑی تعریف ہو گی۔ امام صاحب نے

ڈانٹا کہ بولنے سے تو نماز فاسد ہوگئی تو آپ کیا کہتے ہیں کہ میں بولا کہاں میں نے تو عربی میں کہا۔ اس کے نزدیک عربی میں بولنا تو بولنا ہی نہیں۔ ایک مرتبہ ایک طالب علم عیالدار تھے یعنی اِن کی شادی نہیں ہوئی تھی لیکن بہت سے متعلقین اِن کے ذمّہ تھے ایک شخص عرض کیا حضرت وہ عیالدار بھی ہیں مزاح میں فرمایا کہ ایال دار تو ہیں لیکن دم دار نہیں ہیں (یعنی بیوی نہیں ہے) (کمالاتِ اشرفیہ ص۲۷)

ایک صاحب نے کہا کہ عورتیں بہشتی زیور کو اس لئے اور بھی پسند کرتی ہیں کہ اس کی عبارت بہت آسان ہے فرمایا جی ہاں اگر عبارت مشکل ہوتی تو وہ بہشتی زیور کیا ہوتا بہشتی عمامہ ہوجاتا پیچ در پیچ (کمالات اشرفیہ ص۲۷)

ایک مرتبہ فرمایا کہ بعض لوگ مُردوں کی چیزوں کا استعمال کرنا نحوست سمجھتے ہیں مگر مُردے کی جائداد کسی کو نہیں دیتے اس میں نحوست نہیں آتی، کپڑے اگر نئے بھی مُردے کے ہوں وہ بھی دے ڈالتے ہیں مزاح میں فرمایا کہ نحوست بھی عقلمند ہے کہ کم قیمت کی چیزوں میں گھستی ہے (کمالات اشرفیہ ص۳۲)

باپ اور پاپ

فرمایا کہ (اولاد کو) آزاد چھوڑ دینے والے بے پرواہ باپ کہتے ہیں درحقیقت ایسا شخص باپ نہیں بلکہ بیٹے کے حق میں پاپ ہے۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا حاجی محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ارشد حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے دریافت فرمایا کہ حضرت کو کھانسی تھی اب کیا حال ہے تو جواباً تحریر فرمایا کہ اس کو جھانسی بھیج دیا۔

کھٹمل اور جھٹ مل

پاس بیٹھے ہوئے کسی شخص نے گریبان پر کھٹمل چلتا ہوا دیکھ کر کہا حضرت کھٹمل، ارشاد فرمایا۔ جھٹ مل۔ اسی طرح ایک مرتبہ وضو سے فارغ ہونے کے بعد خادم سے فرمایا رومال لے آؤ۔ اس نے کہا۔ حضرت رومال نہیں تولیہ ہے فرمایا تو لیا۔

خطرہ اور قطرہ

ایک طالب علم نے غلبہ خشیت میں لکھا کہ مجھے سخت خطرہ ہے تو جواباً تحریر فرمایا کہ یہ خطرہ تو بحر معرفت کا قطرہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو دریا کر دے۔

تہذیب اور تعذیب

فرمایا کہ نئی تہذیب، تہذیب نہیں تعذیب ہے اور آج کل تو قومی ہمدردی۔ ہمدردی نہیں ہمہ دردی ہے۔

شوخی مزاج روح کے زندہ ہونے کی دلیل ہے!

حضرت حکیم الامتؒ کے ماموں امداد علی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ شوخی مزاج دلیل ہے روح کے زندہ ہونے اور نفس کے مُردہ ہونے کی اور متانت دلیل ہے روح کے مُردہ ہونے اور نفس کے زندہ ہونے کی۔ اس لئے اکثر اہل اللہ شوخ مزاج یعنی زندہ دل ہوتے ہیں۔

لہ اشرف اللطائف فی الظرائف ص۵، ۹،۷) مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ہارون آباد۔

مع
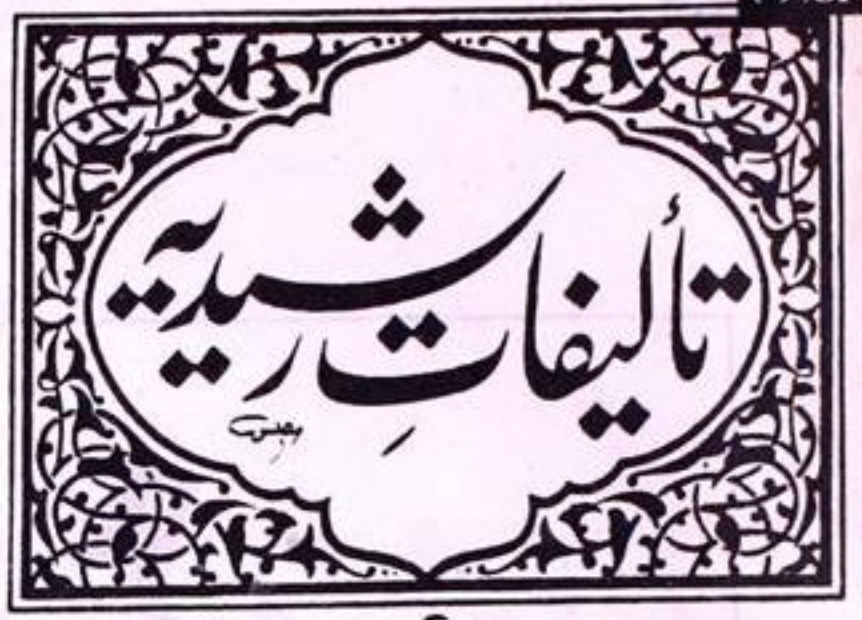
فتاوی رشیدیہ مکمل مبوب

فقیہ العصر قطب الارشاد

امام ربانی حضرۃ مولانا رشید احمد محدث گنگوہی قدس سرہ

کے فتاوی، رسائل اور تصانیف کا مجموعہ

۸۰۰ سے زائد صفحات۔ بڑا سائز ۳۰×۲۰ عمدہ کتابت و طباعت

اعلیٰ کاغذ، مضبوط ڈائیدار دو رنگہ جلد مجلد قیمت -/۲۰ روپے صرف

تذکرۃ الرشید

سوانح قدوۃ العلماء زبدۃ الفقہاء فخر المحدثین قطب العالم

حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ

تالیف

حضرۃ الحاج مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نور اللہ مرقدہ

حضرت گنگوہی قدس سرہ کی یہ سوانح صرف تاریخ کا ایک اہم ذخیرہ ہی نہیں بلکہ قرآن و حدیث، فقہ و تصوف کے قیمتی مضامین کا گنجینہ بھی ہے۔ ہم نے یہ ایڈیشن حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ کے مضمون کے اضافہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ کتابت و طباعت گزشتہ سب ایڈیشنوں سے بہتر۔ اعلیٰ کاغذ، مضبوط دو رنگہ ڈائی دار جلد۔ مجلد قیمت صرف -/۵، روپے

طلب فرمایئے: **ادارہ اسلامیات** ۱۹۰- انارکلی لاہور ۲

حضرت مولانا نور احمد صاحب قدس سرہٗ

المحیط البرہانی

اسلامی قانون اور فقہ کی ایک نادر الوجود کتاب

مصنفہ

الصدر برہان الدین ابو المعالی محمود بن الصدر السعید تاج الدین احمد
بن الصدر البرہان الکبیر عبد العزیز ابن مازۃ الشہید البخاریؒ

اس وقت کتاب "المحیط البرہانی" اور اس کے عظیم المرتبت مصنف برہان الشریعۃ البخاریؒ کا مختصر تذکرہ مقصود ہے۔ کتاب کی اہمیت اور اس کے قلمی نسخوں کا حال لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف کا مختصر حال لکھا جائے۔

مصنفؒ کا خاندانی پس منظر:

مصنف کا نام نامی مع القاب یہ ہے: الصدر برہان الدین ابی المعالی محمود بن الصدر السعید تاج الدین احمد بن الصدر برہان الدین الکبیر عبد العزیز بن عمر بن مازۃ البخاری۔

عموماً اسی بات پر اتفاق دکھائی دیتا ہے کہ مصنف کا نام نامی محمود تھا لیکن خود "المحیط البرہانی" کے آغاز میں خطبہ مسنونہ کے بعد مصنف نے اپنا نام محمد تحریر فرمایا ہے۔ (الفوائد البہیۃ ص ۲۰۶) ملاحظہ فرمائیں۔

.... قال العبد الضعیف الراجی لفضل اللہ الخائف لعدلہ المعتمد علی کرمہ محمد بن الصدر الامام الاجل السعید برہان الائمۃ عبد العزیز بن عمر رحمہم اللہ: ان معرفۃ احکام الدین من اشرف المناصب الخ۔

بہرکیف! نسلاً ترک تھے اور عمر مازۃ الاوّل کے اس خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو امرائے آل برہان کے نام سے ۴۹۵ھ سے ۶۰۳ھ تک بخارا اور بلد وما وراء النہر کے بہت بڑے علاقہ پر فرمانروا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو دین و دُنیا، دونوں کی دولت سے نوازا تھا، جہاں حکومت و فرمانروائی کی شوکت و حشمت حاصل تھی وہاں اس کے بہت سے افراد علم و تقویٰ، ذکر و فکر اور تفقہ و قضا کے عالی منصب پر فائز تھے۔ ایسے بہت کم خاندان ہوں گے جن کے افراد کے احوال دیکھ کر کوئی بے ساختہ یہ کہہ اُٹھے کہ: این خانہ ہمہ آفتاب است، برہان الشریعۃ محمود البخاری کا گھرانہ ایسا ہی گھرانہ تھا، ان کے چند قریبی رشتہ داروں کے نام سُنئے، یہ سب اپنے اپنے وقت میں علم و فقہ اور زہد و تقویٰ میں ضرب المثل تھے اور ان کے علمی کارناموں سے دُنیا مستفید ہوئی۔

تاج الدین الصدر السعید احمد بن عبد العزیز ابن مازۃ (برہان الشریعۃ کے والد بزرگوار) عدالتِ عالیہ کے قاضی، اپنے زمانہ کے عظیم المرتبت فقیہ و قانون داں اور نہایت پرہیزگار تھے۔ نامی گرامی استاذِ وقت شمس الائمۃ ابو حنیفہ الاصغر بکر بن محمد الزرنجی المتوفی ۵۱۲ھ کے شاگرد رشید اور فقہ حنفی کے مشہور و مستند کتاب "الھدایۃ" کے مصنف امام علی بن أبی بکر الفرغانی المرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ کے استاذ تھے، یہ اپنے وقت کے اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے۔

حسام الدین الصدر الشہید ابو محمد عمر بن عبد العزیز ابن مازۃ الشہید ۵۳۶ (برہان الشریعۃ کے حقیقی چچا) صاحب الفتاوی الصغری والکبری، والمنتقی والفقہ اس علاقے کے مقبول عالم اور زبردست مجاہد تھے۔ ان کے علم و فضل کی بڑی شہرت تھی۔ اپنے دَور کے رئیس الفقہاء اور استاذ الاساتذہ تھے "الھدایۃ" کے مصنف برہان المرغینانی نے ان ہی سے فقہ کا علم حاصل کیا تھا۔ کفار نے بمقام سمرقند اُنہیں شہید کر دیا۔

عبد العزیز بن عمر بن مازۃ، شمس الائمۃ، امام سرخسیؒ کے نامور شاگرد (برہان الشریعۃ کے جدّ امجد) جنہیں ۴۹۵ھ میں سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی نے الصدر الکبیر کا خطاب دیکر بخارا کا قاضی القضاۃ مقرر کیا تھا اپنے علم و فضل اور زہد و اتقاء کی وجہ سے محترم و مکرم تھے، اور اس عہد میں علاقہ ماوراء النہر کے استاذ الفقہاء شمار ہوتے تھے۔

اسی طرح برہان الشریعۃ کے نانا اور ماموں بھی بڑے مشاہیر فقہاء اور صاحبانِ علم و فضل میں سے تھے جن کی درس گاہوں سے مصنف خزانۃ الواقعات و خلاصۃ الفقہ افتخار الدین طاہر البخاری جیسے علماء و فقہاء نے استفادۂ علم و عرفان کیا تھا۔

مُصنّف کا تعارف:

صاحب المحیط البرہانی برہان الشریعۃ اسی خانوادۂ فضل و کمال میں بمقام مرغینان ضلع فرغانہ، ماوراء النہر ۵۵۱ھ (۱۱۵۶ء) میں پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار تاج الدین الصدر السعید

سے حاصل کی نیز دیگر علمائے وقت سے بھی تعلیم پائی۔ اس زمانہ میں مرغینان، فرغانہ، سمرقند اور بخارا مرکز علوم وفنون تھے۔ خود ان کے دادا برہان الائمہ عبدالعزیز کا قائم کردہ مدرسہ بہترین اساتذہ اور ماہر فن علماء کا مرکز تھا، ظہیرالدین المرغینانی، فخرالدین قاضی خان اور فقہ حنفی کی مقبول ومشہور کتاب ہدایہ کے مصنف علی بن ابی بکر الفرغانی اور رکن الدین العمیدی جیسے اعیان فقہاء ہزاروں کی تعداد میں اس مدرسے سے مستفیض ہوئے ہیں۔

صاحب المحیط البرہانی نے مرغینان وفرغانہ کے مراکز علوم سے استفادہ کے علاوہ بخارا، سمرقند اور دیگر ممالک کا سفر کر کے اس عہد کے عظیم المرتبت اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ یہاں تک کہ یہ اپنے وقت کے ذہین ترین قانون، بے مثال اصول ومعقولی ہونے کے علاوہ ماہر فقیہ شمار کیے جانے لگے۔ انہوں نے مفتی اور قاضی کی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ ذاتی اخلاق وکردار کے اعتبار سے یہ ایک متواضع، متورع اور عابد وزاہد شخص تھے۔ جن لوگوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے، ان کی علم کی وسعت اور عمل کی استواری کے ساتھ ساتھ ان کی سنجیدگی اور فہم وذکار کا ذکر بھی کیا ہے۔ مولانا عبدالحئی فرنگی محلیؒ نے اپنی کتاب "الفوائد البہیۃ" (ص۲۰۵) میں ان کے متعلق لکھا ہے:

کان من کبار الائمۃ واعیان فقہاء الامۃ، اماما ورعا مجتہدا متواضعا، عالما کاملا بحرا زاخرا وحبرا فاخرا۔

فقیر محمد جہلمی نے حدائق الحنفیہ میں ان کا ذکر اس طرح کیا ہے:

"محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین عبدالعزیز بن عمر بن مازۃ صاحب محیط برہانی، برہان الدین لقب تھا، ائمہ کبار اور فقہائے نامدار میں سے ہیں۔ امام مجتہد ورع متواضع، عالم کامل اور بحر زاخر تھے۔"

مولانا عبدالحئی فرنگی محلیؒ نے التعلیق السنیہ میں لکھا ہے کہ:

عدہ ابن کمال باشا من المجتہدین فی المسائل۔

اور حق یہ ہے کہ محیط برہانی کے مطالعے سے ابن کمال پاشا (المتوفی ۹۴۰ھ) کا یہ قول بالکل صحیح ثابت ہوتا ہے۔ محیط برہانی کے مصنف اپنی باریک بینی اور نکتہ آفرینی میں مجتہد ہی نظر آتے ہیں۔

خود مولانا عبدالحئی فرنگی محلیؒ نے انہیں فقہاء حنفیہ کے طبقہ ثانیہ (اکابر متقدمین) میں شمار کیا ہے اور امام طحاویؒ اور دیگر عالی مرتبت ائمہ کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

واعلم ان اصحابنا الحنفیۃ خمس طبقات .... والثانیۃ: طبقۃ اکابر المتقدمین: کابی بکر الخصاف، والطحاوی، وابی الحسن الکرخی، والحلوانی، والسرخسی، وفخر الاسلام البزدوی، وقاضی خان وصاحب "الذخیرۃ" و"المحیط البرہانی" الصدر برہان الدین محمود والشیخ طاہر احمد صاحب "النصاب" و"خلاصۃ الفتاوی"، وامثالہم. فانہم یقدرون علی الاجتہاد فی المسائل التی لا روایۃ فیہا عن صاحب المذہب، ولا یقدرون علی مخالفتہ، لا فی الفروع

ن لانی الأصول - (النافع الکبیر ص۳)

صاحب محیط برہانی برہان الشریعۃ کا انتقال بمقام بخارا ۶۱۶ھ مطابق ۱۲۱۹ شمسی میں ہوا۔ اسی سال حلب (شام) میں دوسرے حنفی فقیہ علامہ افتخار الدین عبدالمطلب بن الفضل الہاشمی العباسی کا بھی انتقال ہوگیا۔ یہ بزرگ بھی اپنے دیار میں رئیس الفقہاء کا مقام رکھتے تھے اور بہترین قانون داں شمار ہوتے تھے۔

صاحب محیط برہانی نے اپنی وفات کے بعد سیکڑوں ایسے تلامذہ چھوڑے جو علم وفضل کے حامل تھے اور زمانہ مابعد میں آفتاب وماہتاب ہوکر چمکے۔ ان ہی میں ان کے فرزند...... صدر الاسلام طاہر بن محمود المرغینانی بھی تھے۔ انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے تعلیم کی تکمیل کرنے کے علاوہ اس وقت کے بہت سے علماء سے بھی استفادہ کیا ہے جن میں مشہور کتاب فتاویٰ قاضی خان کے نامور مصنف قاضی خان حسن بن منصور الاوزجندی المتوفی ۵۹۳ھ میں شامل ہیں۔ صدر الاسلام طاہر کا مجموعۂ فتاویٰ اور ان کی کتاب "الفوائد الفقہیہ" ایک مدت تک متداول ومشہور کتابوں میں شمار ہوتی تھی۔

برہان الشریعۃ نے درس وافتاء کے علاوہ حسب ذیل تصانیف بھی اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کتابوں کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف ہوں کیونکہ کوئی تذکرہ نگار ان کی تمام تصانیف کی فہرست نہیں دیتا، دوچار کتابوں کے نام لکھنے کے بعد وغیر ذٰلک لکھ کر ختم کردیتا ہے۔ بہرحال مختلف تذکرہ نگاروں کے بیان سے ان کی تصانیف کی جو فہرست بن سکی، درج ذیل ہے:-

۱۔ المحیط البرہانی فی الفقۃ النعمانی
۲۔ ذخیرۃ الفتاویٰ (الذخیرۃ البرہانیۃ)
۳۔ تتمۃ الفتاویٰ
۴۔ شرح الزیادات للإمام محمد بن حسن الشیبانی المتوفی ۱۸۹ھ
۵۔ شرح الجامع الصغیر۔
۶۔ شرح ادب القضاۃ لأبی بکر احمد بن عمرو الخصاف المتوفی ۲۶۱ھ
۷۔ الطریقۃ البرہانیۃ
۸۔ الفتاویٰ البرہانیۃ
۹۔ الواقعات فی الفقہ
۱۰۔ الوجیز فی الفقہ
۱۱۔ التجرید فی الفروع

المحیط البرہانی:

اس وقت مصنف کی جس تصنیف کا تذکرہ مقصود ہے وہ ان کی مشہور ومعروف کتاب "المحیط البرہانی فی الفقۃ النعمانی" ہے۔ اس کتاب کا ذکر کرتے ہوئے حاجی خلیفہ نے کشف الظنون

میں لکھا ہے:

المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی للشیخ الإمام العلامة برهان الدین محمود بن تاج الدین أحمد بن الصدر الکبیر برهان الأئمة عبد العزیز ابن مازة البخاری الحنفی المتوفی ۶۱۶ھ وهو ابن اخی الصدر الشهید حسام الدین فی مجلدات. ثم اختصره وسماه الذخیرة. وکثیرا ما یغالط الطلبة فیظنون ان صاحب المحیط البرهانی الکبیر رضی الدین محمد السرخسی ولیس کذلك.

حاجی منصور خلیفہ نے مصنف کی دوسری کتاب "الذخیرة البرهانیة" کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

اختصرها من کتاب المشهور بالمحیط البرهانی، وکلاهما مقبول عند العلماء۔

فقہی تصنیفات میں المحیط البرہانی کا مقام:

فقہ حنفی میں امام محمدؒ کی متون ستہ یا ظاہر الروایہ کے بعد جب تصنیف و تالیف کی طرف توجہ کی گئی تو عموماً دو طرح کی کتابیں لکھی گئیں، اول وہ کتابیں جو کسی خاص موضوع سے متعلق تھیں، مثلاً صلوٰۃ صوم زکوٰۃ، وصیت وغیرہ پر دوم وہ کتابیں جو حیثیت انسانی کے تمام امور اعبادات، مناکحات، معاملات اور متفرقات کے احکام پر مشتمل تھیں۔ اس دوسری قسم میں درسی ضروریات کے لئے مختصر متون بھی تیار کئے گئے اور مفصل کتابیں بھی، ان مفصل کتابوں میں سب سے بڑی کتاب جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے، امام سرخسیؒ کی "المبسوط" ہے اور اس کے بعد سب سے وسیع اور بعض اعتبارات سے "المبسوط" سے بھی زیادہ کارآمد کتاب "المحیط البرهانی" ہے، ان کتابوں کی قانونِ اسلامی میں وہی حیثیت ہے جو یورپی قوانین میں کوڈ آف جسٹس یا برطانوی مجموعۂ قوانین میں سول لاء اور کریمنل لاء کے وسیع مجموعوں اور شروح کی ہے۔

مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلیؒ نے "الفوائد البهیه فی تراجم الحنفیة" (ص۲۰۶) میں المحیط البرهانی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

ولیعلم أنه ذکر ابن امیر الحاج الحلبی فی "حلیة المحلی" شرح "منیة المعلی" فی شرح الدیباجة وفی بحث الاغتسال: انه لم یقف علی "المحیط البرهانی" ونقل صاحب "البحر الرائق" عنه انه مفقود فی دیارنا ثم حکم بأنه لا یجوز الإفتاء منه، واستند لما ذکره ابن الهمام أنه لا یحل النقل من الکتب الغریبة کما مر منا نقله

فی ترجمة رضی الدین محمد بن محمد السرخسی وظن بعضهم أن حکمد بعدم جواز الافتاء منه لکونه جامعا للرطب والیابس، و بناءعلیه ذکرته فی رسالتی "النافع الکبیر" فی عداد الکتب المعتبرة . ثم لما منحنی الله مطالعته رأیته کتابا نفیسا مشتملا علی مسائل معتمدة ، متجنبا عن المسائل الغریبة الغیر المعتبرة الا فی مواضع قلیلة ومثله واقع فی کتب کثیرة، فوضح لی أن حکمه بعدم جواز الأفتاء منه لیس الا لکونه من الکتب الغریبة المفقودة الغیر المتداولة ، لا لأمر فی نفسه ولا لأمر فی مولفه الخ .

مذکورہ بالا بیان پر غور فرمائیے، فرماتے ہیں: "ہم نے اپنے رسالہ "النافع الکبیر" میں ان لوگوں کے بیان پر (جنہیں یہ کتاب نہ ملی تھی) اس کتاب کو کتب غیر معتبرہ کی فہرست میں لکھ دیا تھا، مگر جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے مجھے اس کتاب کے دیکھنے اور مطالعہ کرنے کا موقع ملا تو یہ پتہ چلا کہ یہ تو بڑی نفیس کتاب ہے"۔

گذشتہ صفحات میں صاحب کشف الظنون کا بیان آپ کی نظروں سے گذر چکا کہ مصنف کی دونوں تصنیفات ("المحیط البرهانی" اور "الذخیرة البرهانیة") کو علماء میں قبولیت عامہ حاصل رہی ہے۔

اس کتاب کی قدر وقیمت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب الفتاوی الهندیة (فتاوی عالمگیری) میں تقریباً پانچ ہزار سے زائد مقام پر مسائل کے اندراج میں اس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فقہ اور فتاویٰ پر گہری نظر ہونے کے ساتھ خود مصنف کا ذہن بہت ہی غیر معمولی حد تک نکتہ آفریں اور دقیقہ رس واقع ہوا ہے۔ فقہی اور قانونی موشگافیوں میں اتنی دقیق نظر کی مثال شاید بہت کم نظر آئے۔

وجۂ تالیف:

اس عظیم الشان کتاب کی تالیف کا خیال مصنف کو کیونکر آیا، اس سلسلہ میں وہ اپنی کتاب میں خطبۂ مسنونہ کے بعد لکھتے ہیں:

ولم یزل العلم موروثا من اول لآخر، و منقولا من کابر لکابر حتی انتهی الی جد ردی السعداء الشهداء، فکانهم شرحوا ما بقی من الفقه مجملا ونقحوا ما ترك مقفلا ، وقد رقع

رأیٔ ان أتشبہ بھم بتالیف اصل جلیل یجمع جل الحوادث

الحکمیۃ والنوازل الشرعیۃ، لیکون عونالی فی حیاتی واثراحسنالی

بعد وفاتی وقد انضم الی ھذا الرائ التماس بعض الإخوان

فقابلت التماسھم بالاجابۃ رجمعت مسائل: المبسوط والجامعین

والسیرین، والزیادات، والحقت بھا مسائل النوادر والفتاوٰی

والواقعات، وضممت إلیھا من الفوائد التی استفدتھا من والدی

ومن مشایخ زمانی، ابدت اکثرالمسائل بدلائل عول علیھا المتقدمون

واعتمد المتأخرون وسمیت الکتاب "بالمحیط"۔

ترجمہ: اور علم ایک سے دوسرے تک پہنچتا رہا اور منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ میرے آباء واجداد اور اسلاف تک پہنچا جو نہایت نیک بخت اور شہداء تھے تو گویا انہوں نے علم وفقہ میں باقی ماندہ اجمال کی خوب شرح کردی، اور مجھے خیال ہوا کہ میں انہی کے نقشِ قدم پر چلوں اور ایک ایسی عمدہ کتاب تالیف کروں جس میں اکثر حوادثِ حکمیہ اور نوازلِ شرعیہ کا بیان آجائے تاکہ یہ میرے لئے میری زندگی میں نیکی اور موت کے بعد صدقہ جاریہ بن جائے۔ اس صائب خیال کے ساتھ بعض احباب کی درخواست بھی شامل ہوگئی لہٰذا میں نے ان کی درخواست قبول کرلی اور مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر اور زیادات کے مسائل جمع کئے اور ان کے ساتھ نوادر، فتاویٰ اور واقعات کے مسائل بھی ملا دیئے۔ ساتھ ہی ان میں ان فوائد کا بھی اضافہ کردیا جو میں نے اپنے والد ماجد سے حاصل کئے تھے اور کتاب کا نام 'المحیط' رکھا۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی تالیف کا اولین مقصد مصنفؒ کے نزدیک یہ تھا کہ افتاء کے جو فرائض ان کے ذمہ ہیں ان کی انجام دہی میں یہ کتاب ان کے لئے مدد ومعاون ثابت ہو۔ اور چونکہ مصنفؒ ایک متقی وپرہیزگار عالم تھے اس لئے وہ اپنے اس عمل سے اپنے اعمالِ صالحہ میں ایک اضافہ بھی چاہتے تھے۔ یہ بات بھی عیاں ہے کہ مصنفؒ کے سامنے ظاہر الروایہ اور اس کی شروح کے علاوہ بزرگوں کے افادات بھی ہیں۔ نیز انہوں نے مسائل کے ساتھ ہی دلائل کا بھی اندراج کیا ہے۔ اس عبارت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مصنفؒ علام کے ذہن میں جب اس کتاب کی تالیف کا خیال پیدا ہوا انہی دنوں بعض حضرات نے مصنفؒ سے اس جیسی کتاب کی درخواست بھی کی، لہٰذا مصنفؒ نے "المحیط" نامی یہ کتاب تالیف فرمائی۔

موجودہ نسخہ: اس کتاب کی وسعت وضخامت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے

کہ معارف الحکمۃ شیخ الاسلام کے مکتبہ کے نسخہ کا مخطوطہ بڑی تقطیع پر باریک حروف فی صفحہ ۳۵ سطروں میں لکھا ہوا نسخہ چھ جلدوں میں ہے، اور مجموعی طور پر اس کی ضخامت ۴۴۵۰ صفحات ہے۔ اس کی ندرت و کمیابی کا عالم یہ ہے کہ ساری دُنیا میں اس کے صرف دو یا تین مکمل نسخے پائے جاتے ہیں۔ اس کا وہ قلمی نسخہ جسے اس طباعت میں اہل بنایا گیا ہے کتب خانہ شیخ الاسلام عارف حکمت (مدینہ منورہ) میں موجود ہے۔ مذکورہ نسخہ ۱۰۹۵ھ مکتوبہ ہے۔

دُوسرے نسخے:

اس کتاب کے دوسرے نسخوں کی اطلاع جو ہمیں حاصل ہو سکی ہے، درج ذیل ہے:۔

(۱) کتب خانہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور ایک نسخہ موجود ہے جسے علمائے کرام کی ایک جماعت نے شیخ الاسلام مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (صاحب بذل المجہود) کی ایماء پر نسخہ عارف حکمت (مدینۃ المنورہ) سے نقل کیا تھا، ناقلین میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔

(۲) اس کا ایک مکمل نسخہ حضرت مولانا پیر محمد اعظم صاحب خانقاہ فاضلیہ گوجھی افغاناں ضلع راولپنڈی کے پاس موجود ہے جو ۱۱۸۲ھ کا مکتوبہ ہے۔ کتاب کی طباعت میں اس نسخہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

(۳) کتب خانہ ایا صوفیا استنبول میں ۱۴۰۶ تا ۱۴۱۵ اس کی مختلف جلدیں اور مختلف حصّے ہیں مگر سب مل کر بھی مکمل نسخہ نہیں ہوتا۔

(۴) مکتبہ ینی جامع استنبول میں اس کی چھ جلدیں ہیں ۵۴۸ تا ۵۵۴، یہ جملہ جلدیں مل کر کتاب کا تقریباً نصف ہوتی ہیں۔

(۵) مکتبہ عاشر آفندی استنبول میں جلد ۱۔۲۔۳ (تین جلدیں) ہیں۔

(۶) مکتبہ حمیدیہ استنبول میں ۵۵۶ تا ۵۵۸ تین جلدیں ہیں۔

(۷) مکتبہ محمد پاشا استنبول میں ۶۴۵ تا ۶۴۸ چار جلدیں ہیں۔ معلوم نہیں کہ یہ مدینہ منورہ کے نسخہ کی نقل ہے یا کوئی اور نسخہ ہے، اور مکمل بھی ہے یا نہیں۔

(۸) دار الکتب المصریہ قاہرہ میں ۱۱۸۶ کا مکتوبہ چار جلدوں میں ایک نسخہ ہے۔

(۹) دار الکتب المصریہ میں ایک اور نسخہ ہے مگر صرف جلد ۳ اور جلد ۴۔

(۱۰) دار الکتب المصریہ میں ایک تیسرا نسخہ بھی ہے دس جلدوں میں منقسم اور ان میں سے صرف چار جلدیں (جلد ۲، ۳، ۵، ۷) مگر بغایۃ کرم خوردہ۔

(۱۱) رضا لائبریری میں صرف جلد ۱، ۲، ۳ ہے اور اس میں بعض حصّے ناقص ہیں۔

(۱۲) کتب خانہ سعیدیہ سابق ریاست ٹونک راجپوتانہ میں صرف جلد اوّل ہے۔

(۱۳) کتب خانہ مدرسہ جامعۃ العلوم الاسلامیۃ (کراچی) میں ایک قلمی نسخہ موجود ہے جو نامکمل ہے محض کتاب العتاق تک ہے۔

یہ بات باعث مسرت ہے کہ جامعۃ العلوم الاسلامیۃ کے تین طلبہ "المحیط البرہانی" کے مختلف حصوں پر تخصیص کر رہے ہیں اور جامعہ کے نسخے کے علاوہ مزید دو نسخوں (نسخۂ فاضلیہ اور نسخۂ مدینۃ المنورۃ) کی نقل بھی ان کے زیر نظر ہیں جو ان کی درخواست پر ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ نے انہیں فراہم کی ہیں۔

المحیط البرہانی کی طباعت:

کتاب کی اہمیت کے باوجود ہر دور میں یہ نادر الوجود ہی رہی، کیونکہ اس کی ضخامت کی وجہ سے اسکی نقل حاصل کرنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ جو لوگ درس و تدریس میں مشغول تھے ان میں سے بہت ہی کم لوگوں کو یہ کتاب دیکھنا نصیب ہوا۔ حتیٰ کہ ابن الہمام صاحب فتح القدیر اور ابن نجیم صاحب الاشباہ والنظائر جیسے فقہاء بھی اس کے مطالعہ کا موقعہ نہ پاسکے۔

مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی جو کہ مجمع الفقہ الاسلامی (OIC مؤتمر الدول الاسلامی) کے رکن ہیں، کا کہنا ہے کہ مجمع نے کتب فقہ وقانون اسلامی کے قابل طبعت کتابوں کی ایک فہرست لکھی ہے جس میں محیط برہانی بھی شامل ہے۔

اس دور پر فتن میں پتہ نہیں دول اسلامیہ ایسی اہم کتابوں کی طباعت کی طرف کب توجہ کرسکیں گے۔

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ نے توکلاً علی اللہ مدینہ منورہ کا نسخہ اور فاضلیہ کا نسخہ اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کا ناقص نسخہ حاصل کرنے کے بعد فقہ سے مناسبت رکھنے والے علماء کرام کی ایک بڑی جماعت کو تمام نسخوں کے تقابل کر کے نقل کرنے کے کام میں لگا کر طباعت کا کام عربی مونوٹائپ سے شروع کردیا ہے۔ ممکن ہے یہ کام پچیس تیس لاکھ کے مصارف سے تکمیل پذیر ہو سکے اس مبارک کام میں ادارۃ القرآن کا کسی سے مالی امداد لینے کا ارادہ نہیں ہے۔ البتہ کوئی صاحب خیر چاہیں تو زیادہ نسخوں کے رعایتی قیمت پر خریدار بن سکتے ہیں علماء کرام و بزرگان دین سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس کام کو بحسن وخوبی پورا فرمائیں۔

وما ذالك علی الله بعزیز۔

واللہ الموفق والمعین۔

مولوی احسان اللہ، دارالعلوم کراچی

عوام و خواص کے لئے یکساں لائحہ عمل تجویز کردہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ غور کرنے سے یہ بات ذہن میں آئی کہ اس وقت فضاء زمانہ کا مقتضاء یہ ہے کہ احکام الٰہیہ پہنچانے کا کام ہر مسلمان اپنے ذمہ لازم سمجھے اور ہر شخص اسی ذہن میں لگ جائے جیسا ہمارے اسلاف کا طریقہ تھا کہ عوام و صوفیاء، امراء و رؤسا، امیر و غریب خواندہ و ناخواندہ سب کو یہی ذہن تھی کہ جتنا جس کو احکام اسلام کا علم ہے اس کو دوسروں تک پہنچایا جائے علماء وعظ و تذکیر کرتے تھے۔ صوفیاء اپنی مجلسوں میں نور باطن سے اور اپنی پاکیزہ باتوں سے بندگان خدا کو اللہ کی طرف متوجہ کرتے تھے، تاجر اپنے معاملات اور باہمی ملاقات میں اس کام کو نہ بھولتے تھے۔

اس عام توجہ کا یہ اثر تھا کہ بہت جلد لاکھوں کروڑوں بندگان خدا کو حق کی طرف ہدایت ہوگئی اگر یہ کام تنہا علماء کے ذمہ ڈال دیا جاتا تو حق کی روشنی ان مقامات میں نہ پہونچ سکتی جہاں کسی عالم یا فاتح کا قدم بھی نہیں پہنچا۔ پس ضرورت ہے کہ تمام اہل اسلام عموماً اور میرے ساتھ تعلق رکھنے والے خصوصاً اس ذہن میں لگ جائیں کہ جتنا جسکو اسلام کے متعلق علم ہے کہ اس کو دوسروں تک پہنچائے اور اس فریضہ کے ادا کرنے میں سرگرم ہو جائے اور غیب سے نصرت الٰہی کا امیدوار رہے کہ اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کرنے والوں کی ضرور مدد فرماتے ہیں۔ ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

اب اس کے متعلق ایک دستور العمل اور نظام مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کے متعلق عملدرآمد کیا جائے۔

(١) ہر شخص کو اولاً خود دین میں متصلب، پختہ اور مضبوط ہونا چاہیئے احکام الٰہی پر عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے میں کسی سے مرعوب نہ ہونا چاہیئے اور نہ ہی دینی کام میں کسی کی مروت و تعلقات کی پرواہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے بڑا لائق محبت و تعلق رکھنے والا کون ہے جس کے لئے احکام

الٰہیہ کو ترک کیا جائے ۔

(۲) ہر شخص کو اس کا خیال کرنا چاہیئے کہ کسی جلسہ اور کسی مجلس کو احکام الٰہیہ کے پہنچانے سے خالی نہ رکھے مگر باریک اور اختلافی مسائل میں دخل نہ دیں۔ جب کسی سے دنیاوی غرض کے لئے بھی ملاقات ہو یا تجارت اور ملازمت کے سلسلہ میں کسی سے ملنا ہو تو حسب موقع باتوں باتوں میں کلمۃ الحق ضرور پہنچادیا جائے ۔ دین کے معاملہ میں مسلمان کی وہی شان ہونا چاہیئے جو کہ حضرات صحابہ کی شان ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے بتلائی تھی جب ان سے پوچھا گیا کہ حضرات صحابہ کیسے تھے انہوں نے فرمایا (کہ دین کے سلسلے میں تو وہ گویا مجنون تھے)

فاذا ارید احد منهم علی شیٔ من امر الله دارت حمالیق عینه کانه مجنون ۔ (ص ۱۱۰ ۔ ۱۱۱ ۔ الادب المفرد للبخاری)

(۳) رات و دن میں کوئی وقت خاص اس کام کے لئے بھی نکالا جائے کہ اس میں بندگان خدا کو (خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم) احکام اسلام پہنچائے جائیں اور بُرے کاموں سے روکا جائے ۔

(۴) احکام اسلام پہنچانے میں لہجہ ہمیشہ نرم ہونا چاہیئے ۔ گفتگو تہذیب اور متانت سے کرنا چاہیئے البتہ جن پر اپنی حکومت ہے ، جیسے بیوی ، اولاد ، نوکر ، شاگرد وغیرہ ان کو اول نرمی سے نصیحت کی جائے پھر بتدریج سختی سے سمجھایا جائے ۔

(۵) احکام اسلام پہونچانے میں اس ترتیب کو ملحوظ رکھا جائے ۔

ا ۔ جن کو کلمۂ اسلام معلوم نہیں ان کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ سکھلایا جائے ۔ اور اس کے معنی سمجھا دیا جائے ۔

ب :۔ جن کو کلمۂ اسلام معلوم ہے ان کو اس کے معنی بتلائے جائیں اور کہا جائے کہ رات دن میں سو مرتبہ لآ الٰہ الا اللہ اور اس کے ساتھ بھی محمد رسول اللہ ملا کر ضرور پڑھ لیا کریں ۔

ففی الحدیث جددوا ایمانکم بقول لا الٰہ الا اللہ ۔

ج :۔ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ان کو پابندی نماز کی تاکید کیجائے مردوں کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی تاکید کی جاوے ۔ جن کو نماز کا طریقہ معلوم نہیں ۔ ان کو نماز سکھلائی جائے ۔ اور ممکن ہو تو ہر نمازی کو پوری نماز کا ترجمہ بھی یاد کرا دیا جاوے ، اس سے نماز میں دلجمعی زیادہ ہوتی ہے وضو اور پاکی و ناپاکی کے مسائل سے وقتاً فوقتاً آگاہ کیا جاوے ۔

د :۔ جن پر زکوٰۃ فرض ہے ان کو زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید کیجائے اور جن پر قربانی واجب ہے ان کو قربانی کی ترغیب دیں ۔

ہ :۔ رمضان شریف کے روزے کی سب مسلمانوں کو تاکید کیجائے ۔

و :۔ جن پر حج فرض ہوا ان کو حج کی تاکید کیجائے ۔

ز :۔ ہر بستی میں تعلیم قرآن شریف مکاتب ضرور ہونا چاہئیں ۔ جن میں تعلیم قرآن کے ساتھ اردو

رسائل، بہشتی زیور، بہشتی ثمر، راہ نجات وغیرہ بھی پڑھائے جائیں تاکہ بچوں کو ضروری احکام کی اطلاع ہو جائے۔

م:۔ سب مسلمانوں کو باہم اتفاق واتحاد سے رہنے کی اور گالم گلوج، لڑائی جھگڑا بند کرنے کی تاکید کی جاوے۔

ط:۔ جھوٹ، غیبت، حسد وکینہ، دشمنی، کسی کی بے جا طرفداری، چغل خوری، زنا، بدنگاہی، بے پردگی، شراب نوشی، لڑکوں سے ناجائز تعلقات، سودی لین دین، بے کاری آوارہ گردی، کا انسداد کرنے کی پوری کوشش کیجائے۔

سچ بولنے باہم تواضع اور محبت کا برتاؤ کرنے، انصاف وعدل پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہنے اور جائز ذرائع معاش میں لگے رہنے، کفایت شعاری اور آمدنی سے زیادہ خرچ نہ کرنے کی بہت تاکید کریں تنگی برداشت کرلیں حتی المقدور زیادہ خرچ نہ کریں۔

تقریبات اور روزمرہ کے خرچ میں کفایت شعاری کرنے والے پر طعن وتشنیع نہ کریں بلکہ اس کی ترغیب دیتے رہیں اور عامل کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں، کسی جائز پیشہ کو عار نہ سمجھیں زمین کھودنے تک کو بیکاری اور ذلت سوال پر ترجیح دیں اور نیک اعمال اختیار کرنے کی خود بھی کوشش کریں اور دوسروں کو بھی تاکید کریں۔

⑥ حیاۃ المسلمین، تبلیغ دین، تعلیم الدین، محاسن اسلام، بہشتی زیور کو مطالعہ میں رکھیں اور وقتاً فوقتاً ان کے مضامین اپنے دوستوں، ملنے والوں اور سب بندگان خدا کو پہونچاتے رہیں۔

⑦ جو علماء کسی دینی خدمت میں مشغول ہوں جیسے درس وتدریس، تصنیف وتالیف وغیرہ وہ بھی اپنی نشست وبرخاست میں اور اوقات ملاقات میں بندگان خدا کو احکام الٰہیہ پہونچانے میں سستی نہ کریں اور فرصت کے اوقات میں جیسے جمعہ کی تعطیل ہے یا رخصت طویلہ کا زمانہ ہے وعظ ونصیحت کے ذریعہ بندگان خدا کو احکام اسلام پہنچانا اپنا فریضہ سمجھیں، میں اپنے ساتھ خاص تعلق رکھنے والوں کو خاص طور پر مکرر تاکید کرتا ہوں کہ امور مذکورہ بالا کی پوری پابندی کریں اس میں ہرگز کوتاہی نہ کریں اور تمام اہل اسلام سے بھی یہی درخواست کرتا ہوں کہ اس دستور العمل کو حرز جاں بناکر ہر شخص دین الٰہی کی خدمت کے لئے آمادہ اور مستعد ہو جاوے، مجھے اللہ کے بھروسہ پر یقین ہے کہ اگر سب مسلمان اسی طرح کام میں لگ جائیں گے تو تمام مصائب اور پریشانیوں کا جو اس وقت مسلمانوں کے سامنے ہیں جلد خاتمہ ہو جائے گا اور نصرت الٰہی ان کے ساتھ ہوگی۔ اور اس دستور العمل کو چند روز کے لئے بلکہ ہمیشہ کے لئے قائم اور جاری رکھیں اب اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں ربنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکفرین

(امداد الفتاوی جلد چہارم)

فرمایا کہ بندہ اگر اس وجہ سے توبہ نہ کرے کہ میرے گناہ اس قدر ہیں یا اس درجہ کے ہیں کہ توبہ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہ بھی حماقت اور شیطان کا جال ہے کیونکہ گو یہ صورۃً شرمندگی ہے لیکن حقیقت میں یہ کبر ہے کہ اپنے کو اتنا بڑا سمجھتا ہے کہ گویا اس نے حق تعالیٰ کا کچھ ایسا نقصان کر دیا ہے کہ اب اس کو وہ معاف نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو یہ برتاؤ بالکل مساوات کا سا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ اور اس کی صفات کاملہ کے سامنے تمہاری اور تمہارے افعال کی ہستی ہی کیا ہے۔ سارا عالم بھی نافرمان ہو جاوے تو ان کا ذرہ برابر بھی کچھ نقصان نہیں ہو سکتا۔ نہ ان کو عفو و کرم سے مانع ہو سکتا ہے۔ مشہور ہے کہ ایک مچھر بیل کے سینگ پر جا بیٹھا، جب وہاں سے اڑنے لگا تو بیل سے معذرت چاہی کہ معاف کیجیے گا کہ آپ کو میرے بیٹھنے سے بہت تکلیف ہوتی ہوگی۔ بیل نے کہا ارے بھائی مجھ کو تو خبر بھی نہیں ہوتی تو کب بیٹھا کب اڑا۔ (کمالات اشرفیہ ملفوظ ۲۴۵)

البلاغ

وضو کا اہتمام کمالِ ایمان کی نشانی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح جان لو کہ تمہارے سارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے (اسی لئے اس کا سب سے زیادہ اہتمام کرو) اور وضو کا پورا پورا اہتمام بس مؤمن بندہ ہی کر سکتا ہے۔

(مؤطا امام مالک، مسند احمد)

وضو کی محافظت و نگہداشت کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ سنّت کے مطابق وضو کیا جائے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بندہ ہر وقت باوضو رہے۔ بہرحال حضورؐ نے اس حدیث میں "محافظت علی الوضو" کو کمال ایمان کی نشانی فرمایا ہے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس، حضرت ابُوالدّرداء، حضرت ابوسعید، حضرت علی، حضرت ابومسعود، حضرت ابُوامامہ، حضرت ابن مسعود حضرت ابن عمر، حضرت جابر بن سَمُرہ، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے حدیث کی مختلف کتابوں میں، الفاظ کے معمولی تبدیلی کے ساتھ یہ حدیث شریف منقول ہے۔

من حفظ علی امتی اربعین حدیثا من امر دینها بعثه الله یوم القیامة فی زمرة الفقهاء والعلماء۔

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری امت کے فائدے کے لئے دین کے کام کی چالیس حدیثیں سُنا دیگا اور حفظ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن فقہاء اور علماء کی جماعت میں اٹھائے گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی اور گواہ بنوں گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ اس سے کہا جائیگا جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجا۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ شخص علماء

کی جماعت میں لکھا جائیگا اور شہیدوں کی جماعت میں اُٹھایا جائیگا۔ (مقدمہ اربعین نووی)

اس لئے عرصۂ دراز سے علمائؒ، فقہائؒ، اور محدثینؒ کا چالیس احادیث جمع کرنیکا معمول چلا آرہا ہے ہر ایک نے اپنے ذوق کے اعتبار سے اور علم وعمل کی روشنی میں ذخیرۂ احادیث سے چالیس احادیث انتخاب کرکے امت تک پہنچایا ہے تاکہ مذکورہ فضیلت حاصل ہو اور لوگوں کو نفع پہنچے۔

حق تعالیٰ جل شانہ نے احقر کے ذہن میں بھی یہ بات ڈالی اور دل میں یہ داعیہ پیدا فرمایا کہ امت کے فائدہ کے لئے چہل حدیث لکھوں اور ساتھ ہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک امتیازی شان "جوامع الکلم" کی طرف ذہن منتقل ہوا جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک الفاظ کے لحاظ سے مختصر لیکن مفہوم اور معنیٰ کے اعتبار سے نہایت جامع اور دریا بکوزہ کے مصداق ہوتا ہے چنانچہ اسی خصوصی شان کو مدنظر رکھتے ہوئے چالیس احادیث جمع کی ہیں، آپ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک کا اعجاز دیکھئے کہ صرف دو کلموں میں جملہ پورا فرمادیا ہے اور موتی پرو دیئے ہیں۔

ان احادیثِ طیبہ کو یاد کرنا کچھ مشکل نہیں ہے، ایک حدیث بھی روزانہ یاد کیجئے، بچوں کو اور بچیوں کو یاد کرائی جائے، مرد عورت اور بڑی عمر والے بھی یاد کرنا چاہیں تو آسانی سے یاد کرسکتے ہیں اور مذکورہ بالا فضائل حاصل کرسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین، بے شک حق تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والے ہیں۔

حدیث مبارک کے الفاظ	ان الفاظ کے کیا معنیٰ ہیں	کون سے صحابی راوی ہیں	حدیث کی کونسی کتاب میں ہے
(۱) اَلْاَیْمَنُ فَالْاَیْمَنُ	کھلاؤ یا پلاؤ تو پہلے دایاں پھر اسکا دایاں لو	عبداللہ بن مسعودؓ	بخاری ومسلم
(۲) اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ	یمن والوں میں ایمان ہے	عبداللہ بن مسعودؓ	بخاری ومسلم
(۳) اِشْفَعُوْا تُوْجَرُوْا	(جائز) سفارش کرو اجر پاؤ	معاویہؓ	ابن عساکر
(۴) اَکْرِمُوا الْخُبْزَ	روٹی کی عزت کرو	عائشہؓ	بیہقی
(۵) اَعْلِنُوا النِّکَاحَ	نکاح علانیہ کرو	ابن الزبیرؓ	احمد
(۶) اِلْزَمُوا الْبُیُوْتَ	گھر سے چمٹے رہو	ابن عمرؓ	طبرانی
(۷) تَهَادُوْا تَحَابُّوْا	آپس میں ہدیہ دو محبت پیدا کرو	ابو ہریرہؓ	ابو یعلی
(۸) اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ	جنگ میں دھوکہ ہوتا ہے	جابرؓ	بخاری ومسلم
(۹) اَلْحُمّٰی شَهَادَةٌ	بخار (کی موت بھی) شہادت ہے	انسؓ	دیلمی
(۱۰) اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ	دین خیر خواہی کرنا ہے	ثوبانؓ	بخاری فی تاریخہ
(۱۱) سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا	سیدھے چلو قریب ہوتے جاؤ	ابن عمرؓ	طبرانی

(۱۲)	اَلصَّبْرُ رِضَا	صبر کرنا رضائے الٰہی ہے	ابن عمرؓ	ابن عساکر
(۱۳)	اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ	روزہ ڈھال ہے	معاذؓ	نسائی
(۱۴)	اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ	بد فالی شرک ہے	ابن مسعودؓ	احمد
(۱۵)	اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ	مانگی ہوئی چیز واجب الاعادہ ہوتی ہے	ابن عباسؓ	حاکم
(۱۶)	اَلْعِدَةُ دَيْنٌ	وعدہ بمنزلہ قرض کے ہے	علیؓ	طبرانی
(۱۷)	اَلْعَيْنُ حَقٌّ	نظر لگ جانا حق ہے	ابوہریرہؓ	بخاری ومسلم
(۱۸)	اَلْجَنَّةُ حَقٌّ	جنت حق ہے	زید بن ثابتؓ	احمد
(۱۹)	لِقَاءُكَ حَقٌّ	اللہ کی ملاقات حق ہے	زید بن ثابتؓ	احمد
(۲۰)	اَلْغَنَمُ بَرَكَةٌ	بکری میں برکت ہے	براء بن عازبؓ	ابویعلی
(۲۱)	اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ	ران شرمگاہ ہے	ابن عباسؓ	ترمذی
(۲۲)	قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ	جہاد سے واپسی بھی جہاد کیطرح ہے	ابن عمرؓ	احمد
(۲۳)	قَيِّدُوا تَوَكَّلْ	باندھ اور توکل کر	عمرو بن امیہؓ	بیہقی
(۲۴)	اَلْكُبْرُ اَلْكُبْرُ	بڑا پہل کرے	سہیل بن ابی حثمہؓ	بخاری ومسلم
(۲۵)	مَوَالِيْنَا مِنَّا	ہمارے غلام ہمارے حکم میں ہے	ابن عمرؓ	طبرانی
(۲۶)	اَلْمُؤْمِنُ مُكَفَّرٌ	مومن کفارہ ادا کرنیوالا ہے	سعدؓ	حاکم
(۲۷)	اَلْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ	ذخیرہ اندوز ملعون ہے	ابن عمرؓ	حاکم
(۲۸)	اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ	جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانتدار ہے	ابوہریرہؓ	اربعۃ
(۲۹)	اَلْمُنْتَعِلُ رَاكِبٌ	جوتا پہننے والا سوار ہے	انسؓ	ابن عساکر
(۳۰)	اَلنَّبِيُّ لَا يُوْرَثُ	نبی کی مالی میراث نہیں ہوتی	ابو حذیفہؓ	ابویعلی
(۳۱)	اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ	ندامت آجانا توبہ ہے	ابن مسعودؓ	احمد
(۳۲)	اَلْوِتْرُ بِلَيْلٍ	وتر کی نماز رات میں ہے	ابن مسعودؓ	احمد
(۳۳)	لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ	موت کی تمنا نہ کیا کرو	خبابؓ	ابن ماجہ
(۳۴)	لَا تَغْضَبْ	غصہ مت کر	ابوہریرہؓ	بخاری
(۳۵)	لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ	نہ ضرر دو نہ ضرر لو	ابن عباسؓ	احمد
(۳۶)	لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ	وارث کو وصیت نہیں چلتی	جابرؓ	دارقطنی
(۳۷)	يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ	جماعت کے ساتھ اللہ کا ہاتھ ہے	ابن عباسؓ	ترمذی
(۳۸)	اُعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ	رحمٰن کی عبادت کرو	عبداللہ بن عمروؓ	ترمذی
(۳۹)	اَفْشُوا السَّلَامَ	سلام پھیلاؤ	عبداللہ بن عمروؓ	ترمذی
(۴۰)	اَطْعِمُوا الطَّعَامَ	بھوکوں کو کھانا کھلاؤ	عبداللہ بن عمروؓ	ترمذی

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

مولانا ضیاء القاسمی صاحب

دینی مدارس میں ہڑتالیں

طلباء کے لئے مقام فکر

مجھے لکھنے لکھانے کی عادت نہیں ہے اور نہ ہی میں کوئی ادیب یا میدان تحریر کا شناور ہوں۔ بے تکلفی سے دل کی بات دینی رسائل کی وساطت سے دینی مدارس کے طلباء سے کہنا چاہتا ہوں۔ اس میں نہ ہی کوئی بناوٹ ہے اور نہ ہی لکھتے وقت کوئی ہچکچاہٹ ہے۔ بلکہ اسے ضمیر کی ایک سچی صدا سمجھ کر پاکستان میں پھیلے ہوئے لاکھوں دینی مدارس کے طلبا کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں۔

عزیز طلباء! جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے، ایک دینی ماحول میں تربیت پائی ہے۔ جو کچھ مجھے میسر ہے یہ محض دینی ماحول کی تربیت کا نتیجہ ہے۔ مجھے اس ماحول کے سینکڑوں تجربات ہیں۔ جو مری زندگی کا عظیم سرمایہ ہیں۔ میں سوچتا ہوں کہ آپ بھی ان ثمرات سے مالا مال ہوں اور ان برکات کو حاصل کر کے انہی خطوط پر اپنے مستقبل کو استوار کریں۔ جو آپ کی زندگی کے لئے بھی مشعل نور بن جائے۔

دینی مدارس کے ماحول میں سب سے زیادہ جس بات پر زور دیا جاتا ہے وہ اپنے اساتذہ اور مدرسہ کے بڑوں پر اعتماد اور احترام کا ہے۔ اساتذہ اور مدرسہ کے بڑوں کا جس قدر زیادہ احترام ہوگا اسی قدر زیادہ علوم دینیہ کی روشنی اور دولت ملے گی۔ جس قدر اس کا نقصان ہوگا اسی قدر دینی علوم سے محرومی ہوگی۔ مدرسہ میں مہتمم اور اساتذہ کی مثال والدین کی سی ہے۔ جس طرح والدہ گھر کے ماحول میں بچوں کی تربیت اور سکون کا سامان بہم پہنچاتی ہے۔ اسی طرح اساتذہ کرام مدرسہ کے اندر دینی ماحول میں طلباء کی تعلیمی اور اخلاقی زندگی کو سنوارتے ہیں۔ تعلیم ہو یا تربیت اس میں استاد کا بنیادی کردار کارفرما ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو وہی عزت ملنی چاہیئے جو ایک اطاعت شعار بیٹا اپنی والدہ کو دیتا ہے۔ اسی طرح مہتمم مدرسہ کے سلسلہ میں وہی کردار ادا کرتا ہے۔ جو والد گھر کے تمام امور کو سرانجام دینے کے لئے ادا کرتا ہے۔ مدرسہ کو چلانے کے لئے شب و روز محنت کرنا، اچھے اساتذہ کا

انتخاب ، رہائش ۔ خوراک کا معیاری انتظام ، علاج معالجہ دکھ سکھ میں طلبا اور مدرسہ کے تمام عملہ کی دیکھ بھال یہ سب ذمہ داریاں مہتمم سرانجام دیتا ہے اور ان سب باتوں سے بڑھکر ایک ایک دُوازے پر جانا اور لبیک مانگنا ۔ لوگوں کے طعنے سننا اور ہزار زخم کھانے کے بعد کوڑی کوڑی جمع کر کے مدرسہ کے لئے لانا ۔ یہ اس قدر تکلیف دہ اور مشکل کام ہے جو کاغذ پر چند سطور تحریر کرنے سے نہیں سمجھایا جاسکتا ۔ اس کا احساس آپ کو تب ہوگا ۔ جب آپ خود اس منصب پر فائز ہو کر اس ذمہ داری کو قبول کریں گے ۔ ان مشکلات کے بعد وہ آپ کی ہر تکلیف اور دکھ میں آپ کے لئے راحت کا سامان مہیا کرتا ہے ۔ اس لئے اگر میں کہوں کہ مہتمم کا کردار مدرسہ میں وہی ہوتا ہے جو گھر میں والد کا تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ حقائق کے خلاف ہوگا ۔ اس لئے ضروری ہے کہ جہاں اساتذہ کرام کی شفقتیں ایک ماں کی حیثیت رکھتی ہیں اور اسی عزت و احترام کا تقاضا کرتی ہیں ۔ جو ایک ماں کی حیثیت رکھتی ہیں اور اسی عزت و احترام کا تقاضا کرتی ہیں جو ایک ماں کو دیا جاتا ہے تو یقیناً ایک مہتمم کا مقام اور منصب ایک روحانی والد حیثیت رکھتا ہے جو آپ کے لئے وہ تمام ضرورتیں مہیا کرتا ہے ۔ جو ایک شفیق باپ اپنے حقیقی بیٹے اور اولاد کے لئے کیا کرتا ہے اس لئے مہتمم کی عزت و احترام بھی حقیقی والد کی طرح کرنی چاہیئے اور اس کے ساتھ اسی طرح حسن سلوک کیا جائے جس طرح گھر میں والد کا ہوا کرتا ہے ۔

جب آپ گھر میں فیصلہ کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دینی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنی ہے ۔ یہ آپ کا کوئی اچانک فیصلہ نہیں ہوتا ۔ بلکہ آپ کے والدین آپ کے بہن بھائی بہت ہی سوچ بچار کے بعد فیصلہ کرتے ہیں ان کے سامنے اس وقت سکول اور کالج بھی ہوتے ہیں ان کے سامنے سینکڑوں کاروباری راستے بھی ہوتے ہیں اور ان کے سامنے دنیوی کاروبار کے لئے سینکڑوں راستے اور رسائل اور تدابیر بھی ہوتی ہیں ۔ مگر ان سب کے باوجود ان کا یہ فیصلہ کہ آپ کو دینی مدرسہ میں تعلیم دلانی ہے ۔ خوب سوچ سمجھ کر کیا ہوتا ہے اور جب اس فیصلہ سے آپ کو مطلع کرتے ہیں تو آپ بھی شرح صدر سے اسے قبول کرتے ہیں ۔ کوئی جبر نہیں ہوتا بلکہ خوشی خوشی آپ بھی والدین کے اس فیصلہ کو قبول کر کے دینی مدرسہ میں داخلہ لیتے ہیں اور اپنی دینی تعلیم کا آغاز کرتے ہیں اب جبکہ آپ نے خوشی سے دینی تعلیم کو قبول کیا اور دینی ماحول کو قبول کیا ۔ تو یہ بات بھی آپ خوشی سے قبول کرلیں ۔ کہ ان مدارس کے دینی اصول اور دینی ضابطے سکولوں کالجوں سے مختلف ہیں ان کا انداز مختلف اور ان کا طرز زندگی وطریق خورد ونوش اور طریق رہن سہن مختلف ہے اس پر نہایت خندہ پیشانی سے آپ کو اس ماحول میں رچ بس جانا چاہیئے اور ایسے طور طریقے اپنانے چاہیئے جو اس ماحول کا صدیوں سے خصوصی طور پر امتیاز ہیں ۔ انہی سے علم آئے گا ۔ انہی کو اپنانے سے قرآن وسنت کا نور ملے گا اور اسی طرز زندگی کو اپنانے سے علوم دینیہ کے معارف وحکمت دل پر کھلیں گے اور انہی کو اپنانے سے انداز حکمرانی آئے گا کھلے دل سے اس بات کو قبول کیجئے کہ اساتذہ اور مہتمم آپ کے محسن ہیں کھلے دل و دماغ سے تسلیم کیجئے ۔ کہ آپ اس مدرسہ کے روحانی فرزند ہیں آپ نے اس کی ترقی و تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرنا ہے مدرسہ کی عزت و توقیر آپ کی اپنی عزت و توقیر ہے ۔ جس طرح آپ یہ نہیں پسند کرتے کہ آپ کے والدین کی عزت و حرمت پر حرف آئے ۔ اسی طرح آپ کو کسی طور پر یہ پسند نہیں ہونا چاہیئے کہ آپ کے مدرسہ

کے حسن پر کوئی چھینٹا پڑے اور آپ کے اساتذہ کرام اور مہتمم کی عزت و توقیر پر انگشت نمائی ہو۔

مدارس میں ہڑتالیں

عزیز طلباء! جس طرح مدارس کے ماحول کے مطالعے سے مجھے یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ یہاں ادب احترام بنیادی حیثیت کا درجہ رکھتا ہے اسی طرح یہ بات بھی میرے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح ہے کہ مدارس دینیہ میں ہڑتالیں اور ہڑبونگ اساتذہ اور مہتمم کے خلاف ہڑتال۔ اور زبان درازی محرومی علم کا باعث ہے۔ مدارس میں ہمیشہ اعتماد اور احترام کی فضا کا غلبہ رہا۔ اگر طلبہ کو کوئی شکایت ہوئی۔ تو باہمی افہام و تفہیم سے اس کو حل کیا گیا۔ اس میں دنگا فساد اور تحریک و اشتعال کو کبھی دخیل نہیں ہونے دیا گیا۔ یہی سبب ہے، کہ مدارس سے فارغ ہونے والے طلباء اپنے علاقوں میں زبردست محدث اور مفسر اور یکتائے روزگار ہوئے۔ اپنے اساتذہ اور اہتمام سے ان کا رشتہ محبت و عقیدت ہمیشہ قائم رہا۔ بلکہ جوں جوں ان کا مرتبہ و منصب عظیم ہوتا گیا۔ ان کے قلوب اپنے اساتذہ کے لئے مرکز محبت و عقیدت بنتے رہے۔ تہذیب زنگ نے اپنے سیل رواں سے معاشرے اور ماحول میں جو قباحتیں اور رذالتیں پیدا کیں۔ ان کا اثر و نفوذ دینی ماحول میں بھی ہونے لگا۔ مگر دینی ماحول کی پاکیزگی نے اس غلاظت کو اپنے ماحول میں گھسنے نہیں دیا۔ بلکہ پوری قوت سے اس کی مدافعت کی۔ اب جبکہ دینی ماحول پر بے دینی کے سیلاب نے زبردست یلغار کر رکھی ہے۔ مدارس بھی اس کی لپیٹ میں آ رہے ہیں۔ ہڑتالیں سکولوں اور کالجوں کا وطیرہ تھا۔ جہاں کے طلباء و اساتذہ باہم دست و گریبان رہتے ہیں جس ماحول میں استاد اور شاگرد کا رشتہ عداوت باہمی پر قائم ہے اساتذہ کی ہوٹنگ اور ان سے ننگ انسانیت سلوک نئی تہذیب کے طلباء کا مقصود اولین ہے یہ انہی کو زیبا ہے یہ انہی کا دستور ہوگا۔ دینی مدارس کے طلباء کو نہ تو یہ حرکات زیب دیتی ہیں اور نہ ہی یہ ان کی تعلیم و تربیت کے دائرے میں آتی ہے یہاں تو ادب ہی ادب ہے۔ احترام ہی احترام ہے اسی میں خیر ہے۔ اسی میں طلباء کا بھلا ہے۔ اسی میں ترقی ہے۔ علوم نبوت انہی ظروف میں رکھے جاتے ہیں۔ جو ان کثافتوں سے پاک و صاف ہوں گے۔ اس لئے میں نہایت دردمندی سے اپنے عزیز طلباء سے یہ عرض کروں گا کہ مدارس میں ہڑتال کا رواج ڈالنا۔ نعرہ بازی کرنا اور ناجائز خواہشات پر اڑنا۔ یہ آپ کے مشن، علم، دینی ترقی کے سراسر منافی ہے۔ اس کو کبھی بھی اپنے مزاج میں داخل نہ ہونے دیں۔ بلکہ اگر آپ کو اساتذہ سے شکایت ہے تو مہتمم کو عرض کر کے اس کا ازالہ کر دیا جا سکتا ہے اور اگر مہتمم سے کوئی شکایت ہے تو اس کو درخواست کی شکل میں یا عرضداشت کی شکل میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اگر پھر بھی ادارہ کے مفاد میں آپ کی خواہشات کو پورا کرنا نہ ہو تو اس پر چیں بجبیں نہیں ہونا چاہیے۔ کیا آپ کے والدین آپ کے گھر میں آپ کی تمام خواہشات کو پورا کر دیتے ہیں۔ وہ کبھی آپ کی بات کو مسترد نہیں کرتے؟ اگر کرتے ہیں اور بسا اوقات آپ کی تمناؤں کو مطالبات کو مسترد کر دیتے ہیں تو کیا آپ ہنگامہ کرتے ہیں بھوک ہڑتال کرتے ہیں والدین کے خلاف نعرہ بازی کرتے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آپ کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ مدرسہ کا تقدس بھی آپ سے وہی تقاضا کرتا ہے جو والدین کے تقدس نے آپ سے کیا ہے اگر گھر میں صبر و تحمل و شرافت کا دامن نہیں چھوٹتا تو مدرسہ میں صبر و تحمل اور شرافت کا دامن نہیں چھوٹنا چاہیئے پھر آپ کو اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ آپ اس ہنگامے اور ہڑتال کے اثرات نہ صرف ادارہ اور اس کے قابل احترام اساتذہ و مہتمم کے خلاف جاتے ہیں بلکہ اس سے آپ کا مسلک اور مسلک کے تمام دینی

اور سے بھی متاثر ہوتے ہیں۔ لوگوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں دین کے کام میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہر جگہ اس کے تذکرے ہوتے ہیں اخبارات اس کو خوب اچھالتے ہیں۔ مرچ مصالحے لگاتے ہیں اہل دین پہلے ہی بہت مجروح اور زخمی ہیں۔ آپکے اس عمل سے ان کے دلوں کو اور زخمی کیا جاتا ہے دینی فضا پر اداسی چھا جاتی ہے اس طرح ایک ایسا دینی نقصان ہو جاتا ہے جس کی تلافی سالوں میں نہیں ہو پاتی۔ اس لئے میں نہایت درد مندی سے دینی مدارس کے طلبا سے عرض کروں گا کہ دینی مدارس میں ہڑتالوں کے رجحان کو سختی سے کچل دیا جائے اور اکابرین نے جس انداز سے علوم دینیہ حاصل کئے تھے۔ انہی قندیلوں کو روشن کرنا چاہیئے جو طلبا مشکوٰۃ یا دورہ حدیث کے ہیں وہ اس سلسلہ میں موثر کردار ادا کر سکتے ہیں انہیں آگے بڑھکر اس بڑھتی ہوئی آندھی کو روکنا چاہیئے اور ہڑتالوں کا مغربی اور تہذیب افرنگ کا رواج مدارس عربیہ میں نہیں داخل ہونے دینا چاہیئے۔

اساتذہ اور مہتمم سے گذارش

میں نے جہاں درد مندی سے طلباء کرام سے گذارش کی ہے وہیں پر اساتذہ کرام سے بھی گذارش کروں گا کہ آپ بھی طلباء کی تربیت کے ذمہ دار ہیں آپ کو بھی ادارہ کے مفادات کا احترام کرتے ہوئے طلبا میں احترام باہمی اور اعتماد باہمی کی فضا قائم کرنی چاہیئے۔ آپ کا معمولی سا تساہل خرمن امن کو تباہ کر سکتا ہے اور آپ کی معمولی سی ذمہ دارانہ پالیسی دینی ادارہ کی تعمیر و ترقی کا ذریعہ بن سکتی ہے اساتذہ کرام طلبا اور اہتمام کے درمیان پل کا کام دیتے ہیں۔ آپ ہی اگر جانبدارانہ رویے اختیار کرنے لگ گئے تو تمام محنت دریا برد ہو جائے گی اس لئے خدارا آپ احساس ذمہ داری کا ثبوت دیجئے اور ایک سچے مربی کی حیثیت سے وہ رول ادا کیجئے جو مدرسہ اور طلبا کے مفاد میں ہو اور دین کی قدروں کی سربلندی کا باعث ہو۔

مہتمم حضرات آپ سے بھی دردمندانہ گذارش ہے کہ اب حالات وہ نہیں ہیں۔ جن کا تذکرہ آپ ماضی کی کتابوں میں پڑھتے ہیں آپ کو بھی سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے۔ مدرسین اور طلباء کی مراعات کے لئے بلند و بالا دعوے نہیں کرنے چاہیئے۔ طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے وظائف کی کثرت کے لالچ نہیں دینے چاہئے۔ طلباء کو طالب علم ہی رہنے دیں اس کو ملازمت جتنا مشاہرے کا لالچ دے کر نہیں رکھنا چاہیئے اور جب ان سبز باغوں پر عمل درآمد نہ ہو سکے گا۔ تو ایسے طلباء جو آپکے سبز باغ دیکھ کر مدرسے میں داخل ہوئے ہوں گے۔ اور پھر دوران سال آپکے وسائل ان وعدوں کو پورا نہ کر سکیں تو یقیناً وہ طلبا آپکے گلے پڑیں گے اور آپکے مشکلات اور مصائب پیدا ہوں گے۔ دین کا علم باوقار طریقے سے دینا چاہیئے۔ ہم اس بات کے مکلف نہیں کہ سارا پاکستان ہمارے مدرسے میں ہی پڑھے اس لئے مہتمم حضرات کو بھی اپنا پروگرام بناتے وقت اپنے وسائل سامنے رکھنے چاہیئے اور ہر ایسے قدم اور عمل سے احتراز کرنا چاہیئے جس کے وہ مکلف نہیں ہیں۔

امید ہے میرے عزیز طلباء۔ اساتذہ کرام، مہتمم صاحبان برا نہیں منائیں گے۔ بلکہ دینی وقار کو بلند رکھنے کے لئے مری ان گذارشات کو ٹھنڈے دل و دماغ سے قبول فرمائیں گے۔

روح الامین

نظامِ تعلیم

اکثر اسکولوں کے طلبہ پڑھتے پڑھتے میٹرک میں پہنچ جاتے ہیں لیکن عام مشاہدہ ہے کہ وہ نہ صرف قرآن نہیں پڑھ سکتے۔ بلکہ اُن کو نماز، کلمہ، دعا تک یاد نہیں۔ حد تو یہ ہے کہ وہ کلموں کی تعداد وغیرہ بھی نہیں بتا سکتے جو کہ ہمارے مذہب اسلام کے لئے بنیادی شعائر کی حیثیت رکھتی ہے۔

موجودہ حکومت کے وزارت تعلیم نے یہ مستحسن اقدام کیا ہے کہ تمام اسکولوں میں میٹرک کی سطح تک ناظرہ قرآن کو لازم قرار دیا ہے اور جو طلبہ ناظرہ قرآن ختم نہیں کرے گا وہ میٹرک کے امتحان میں شریک نہیں ہو سکتا۔ جو نہایت قابل قدر اور مستحسن اقدام ہے اس کے ساتھ ہی گزشتہ چند برسوں سے عربی زبان کو چھٹی جماعت سے آٹھویں تک لازمی مضمون کی حیثیت دی گئی ہے۔ جس کے اچھے اور مثبت اثرات مرتب ہو رہے ہیں اس سلسلے میں کچھ نگارشات و تجاویز وزارت تعلیم و ارباب حل و عقد کی خدمت میں پیش ہیں۔

○ جن اسکولوں میں عربی ٹیچر نئے مقرر کئے گئے ہیں وہاں ساتویں اور آٹھویں کے لئے مقرر کردہ عربی کی کتاب نہیں پڑھانی چاہیئے بلکہ چھٹی سے آٹھویں تک صرف چھٹی جماعت کی "لغت الاسلام" پڑھانی چاہیئے۔ کیونکہ اگر پہلے سال ہی میں آٹھویں جماعت کے طلبہ کو عربی جو آٹھویں کے لئے مقرر ہے پڑھائی جائے تو ہزار کوششوں کے باوجود مثبت نتائج مرتب نہیں ہوں گے۔ بلکہ طلبا اس نئے مضمون سے نفسیاتی طور پر دور بھاگیں گے یہ صرف وقت کو ضائع کرنے کا مترادف ہوگا۔ کیونکہ عربی ان کے لئے نیا مضمون ہے ذہنی طور پر طلبہ پہلے سے تیار نہیں ہوں گے اچانک آٹھویں ان کے لئے کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کیونکہ چھٹی اور ساتویں میں بنیادی باتیں گزر چکی ہوتی ہیں یہ عبارت تک نہیں پڑھ سکتے۔ تو ان کو آٹھویں کی عربی پڑھانا بغیر بنیاد کے مکان بنانے کے مترادف ہوگا۔ لہذا پہلے سال تو آٹھویں تک عربی کی چھٹی پڑھائی جائے اور پھر سال بہ سال بتدریج ساتویں اور آٹھویں کو پڑھایا

جائے۔ جس طرح سندھی کو یہاں شروع شروع میں لازمی مضمون قرار دیا گیا تھا تو پہلے چند سال تو صرف چھٹی کی کتاب پڑھائی گئی۔ پھر ساتویں کی کتاب پڑھائی گئی اور آہستہ آہستہ اب نویں تک بڑھایا گیا ہے نویں بھی مکمل کتاب نہیں۔ بلکہ کچھ حصہ بڑھایا گیا تھا جو کہ نہایت کامیاب اور مؤثر ثابت ہوا ہے اور یہ فطری طریقہ بھی ہے لہٰذا سندھی کی طرح عربی کو بھی اسکولوں میں بتدریج بڑھانا چاہیئے اور اس سلسلے میں تمام ہیڈ ماسٹر صاحبان کو باقاعدہ سرکلر جاری کرنا چاہیئے۔

○ تمام اسکولوں میں قرآن مجید پڑھانے کے لئے مستند حافظ قرآن کو مقرر کرنا چاہیئے اور ان کو گریڈ B.9 کا درجہ دیا جانا چاہیئے۔ عربی اساتذہ کو اس سے الگ رکھا جانا چاہیئے اور انہیں صرف عربی اور اسلامیات پڑھانے تک محدود رکھا جائے تو بہتر نتائج نکلیں گے۔ مشاہدہ میں آیا ہے کہ عربی اساتذہ کو بعض اسکولوں میں عربی اسلامیات اردو، اور قرآن مجید پڑھانے کے لئے پیریڈ دیئے گئے ہیں اور انہیں ہفتے میں چالیس پیریڈ سے زیادہ پیریڈ دیئے گئے ہیں۔ کیا وہ اتنے پیریڈ کی تدریس کا حق پرسکون اور طمانیت قلبی کے ساتھ انجام دے سکیں گے؟ لہٰذا عربی اساتذہ کو صرف عربی اور اسلامیات تک محدود رکھنا چاہیئے اور دیگر لنگویج اساتذہ کی طرح انہیں بھی نارمل پیریڈ دینا چاہیئے۔

ناظرہ قرآن کے لئے حافظ قرآن ہی زیادہ مناسب ہے جو وفاق المدارس العربیہ یا تنظیم المدارس وغیرہ کے سند یافتہ ہوں اور صرف درس نظامی سے فارغ التحصیل ہونا ناظرہ قرآن کریم پڑھانے کے لئے لائق نہ سمجھا جائے بلکہ اس کے لئے تجوید سے واقفیت لازمی ہونا چاہیئے۔

○ تمام مدارس میں عربی کے لئے صرف تین پیریڈ ہفتہ میں مقرر ہیں۔ جو کہ کورس کی تکمیل خصوصاً آٹھویں کے لئے ناکافی ہیں۔ اس کے برعکس انگریزی مضمون کے ۱۰۔۱۲ پیریڈ مختص ہیں لہٰذا ناظم تعلیمات کو اس پر حقیقت پسندانہ غور کرنا چاہیئے۔

○ مڈل اسٹینڈرڈ کے امتحان میں ابھی تک عربی مضمون کو لازمی حیثیت دی گئی ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ تمام مدارس میں عربی اساتذہ کی تقرری نہیں ہوئی۔ ہر سال اور معلمین سے مزید ٹیچنگ اسٹاف کی ضرورت کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ مگر ہمیشہ جے ایس ٹی یا ایچ ایس ٹی کی پوسٹ کی تخلیق کے لئے سفارش کی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کافی ہائی اسکول ایسے ہیں جن میں عربی اساتذہ کے لئے کوئی پوسٹ نہیں ہے۔

○ ہیڈ ماسٹر صاحبان سے وقتاً فوقتاً کارکردگی انکریمنٹ کے دینے کے لئے اساتذہ کے نام طلب کئے جاتے ہیں اس کے لئے بھی جے ایس ٹی۔ ایچ۔ ایس ٹی کے نام سفارش کر کے بھیج دیئے جاتے ہیں۔ غالباً پورے سندھ میں کبھی بھی عربی اساتذہ کو مذکورہ اضافہ نہیں ملے اور یہ بھی بعید از قیاس ہے کہ پورے سندھ میں تمام عربی اساتذہ نا اہل ہوں اس سلسلے میں متعلقہ افسران کو ٹیچر کے ہر طبقہ کے لئے جدا جدا نام طلب کئے جائیں۔

○ ثانوی تعلیمی بورڈ سے جوابی کاپیاں جانچنے کے لئے اساتذہ کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحبان ایچ ایس ٹی کے نام سفارش کر کے بھیج دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسلامیات کے پرچے ایسے اساتذہ کو ملتے ہیں جو اسلامیات کے مضمون میں کم معلومات رکھتے ہیں۔ حالانکہ عربی اساتذہ اس

مضمون میں بدرجہا بہتر معلومات رکھنے کے حامل ہیں اسلامیات کے مضمون سے یہ مذاق ختم کیا جانا چاہیئے۔

○ عربی اساتذہ کے گریڈ کو پورے ملک میں یکساں کیا جائے یعنی پنجاب اور دیگر صوبوں کی طرح سندھ میں بھی عربی اساتذہ (اورنٹیل ٹیچرس) کو گریڈ ۱۵ دیا جائے۔ کیونکہ اس وقت صوبہ سندھ میں عربی اساتذہ کو خصوصاً کراچی میں اسکیل 9 B. گریڈ دیا گیا ہے اور سندھ کے بعض اضلاع میں گریڈ B.10 دیا گیا ہے

حکومت سندھ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکشن نمبر (NO. S.O (E-V) 4-11-82 (ES

26-3-1987 کے مطابق عربی اساتذہ (اورنٹیل ٹیچرس) کو مندرجہ ذیل صورتوں میں اسکیل B.14 دیا جائیگا

(A) ٹرینڈ مولوی فاضل ۔ بی اے ۔ بی ایس سی ۔ پانچ سالہ تجربہ ۔ بی ۔ ۱۴ ۔ گریڈ

(B) ٹرینڈ منشی فاضل ۔ بی اے ۔ بی ایس سی ۔ پانچ سالہ تجربہ ۔ بی ۔ ۱۴ ۔ گریڈ

(C) ٹرینڈ ادیب فاضل ۔ بی اے ۔ بی ایس سی ۔ پانچ سالہ تجربہ ۔ بی ۔ ۱۴ ۔ گریڈ

(D) ٹرینڈ فاضل درس نظامی ۔ انٹر دس سالہ تجربہ ۔ بی ۔ ۱۴ ۔ گریڈ

(E) ہولڈر آف اسناد آنرز آف عربک بی ۔ ۱۴ ۔ گریڈ

(F) درس نظامی ۔ مع الشہادۃ الفضیلۃ ۔ جاری کردہ ۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ۔ بی ۔ ۱۴ ۔ گریڈ

ایضاً درس نظامی مع الشہادۃ الفراغ ۔ جاری کردہ ۔ تنظیم المدارس ، بی ۔ ۱۴ ۔ گریڈ

(بی)

مولوی عالم ، میٹرک ، مولوی فاضل ۔ بی ۹ گریڈ

آنرز آف عربک بی ۹ گریڈ

صرف درس نظامی بی ۹ گریڈ

○ لیکن کراچی میں عربی اساتذہ جو زمرہ الف کے تحت اسکیل ۱۴ بی میں آتے ہیں ۔ ان کو بھی B.9 اسکیل دیئے جارہے ہیں ۔ یعنی درس نظامی کے ساتھ وفاق المدارس العربیہ اور تنظیم المدارس کے سند بھی رکھتے ہیں نوٹیفکیشن کے مطابق وہ ۱۴ ۔ بی کے حقدار ہیں مگر ان کو نظر انداز کیا گیا ہے جو کہ سندھ کے عربی اساتذہ خصوصاً کراچی کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے ۔ حکومت سندھ کو اس پر حقیقت پسندانہ سنجیدگی کے ساتھ غور کر کے فوری طور پر اقدام کرنی چاہئے تاکہ سندھ کے عربی اساتذہ کسی قسم کی احساس کمتری میں مبتلا نہ ہوں ۔

○ اس وقت جو عربی ٹیچر سیکنڈری اسکولوں میں پڑھا رہے ہیں ۔ اور جن کے پاس درس نظامی کے سرٹیفکٹ کے ساتھ وفاق المدارس العربیہ پاکستان یا تنظیم المدارس وغیرہ کے سرٹیفکٹ کے حامل ہیں اُن کو فوری طور پر ۱۴ بی اسکیل دیدینا چاہیئے ۔

اس وقت جو عربی اساتذہ سیکنڈری اسکولوں میں پڑھا رہے ہیں اور جن کے اسناد کو یونیورسٹی گرانٹ کمیشن نے ایم اے اسلامیات اور عربی کے مساوی قرار دیئے ہیں اور جامعہ کراچی نے بھی توثیق کی ہے ان کو بی ایڈ میں داخلے کا مستحق اور لائق قرار دیا جائے ۔ اور ڈائرکٹریٹ آف اسکول اُن کو باقاعدہ بی ایڈ کے لئے نامزد کرے تاکہ وہ بی ایڈ کے بعد معیاری طور پر تعلیم دے سکے اور معیار تعلیم بلند ہو ۔ یہ چند نگارشات گزارشات کی صورت میں وزارت تعلیم سندھ ڈائرکٹریٹ آف اسکول کراچی ۔ ناظم امتحانات سیکنڈری ایجوکیشن کراچی اور ارباب حل وعقد کی خدمت میں پیش خدمت ہے اُمید ہے کہ اساتذہ کے درمیان عدم مساوات ختم کر کے ان کے مسائل کو ہمدردی سے غور کیا جائے گا اور اُن کے مسائل کو نوکرشاہی کے بھینٹ چڑھنے نہیں دیا جائیگا ۔ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات ۔

بقیہ: نقد و تبصرہ

مرتب فرمادی ۔ سو سے اوپر عنوانات کے تحت اصل عبارتوں کے اقتباسات کے ذریعہ واضح ہو جاتا ہے کہ شیعہ قرآن پاک کو محرف مانتے ہیں ۔ حضرات شیخین اور بلند پایہ صحابہ کرامؓ سب منافق ، کافر اور جہنمی ہیں ۔ استغفر اللہ نبیوں سے اماموں کا رتبہ بلند ہے ۔ اماموں پر وحی آتی ہے ، ان کو معراج ہوتی ہے ، وہ دنیا و آخرت کے مالک و مختار ہیں اور بخشش و عطا کے مالک ہیں ۔

اس کتاب میں مذہب شیعہ کی مستند تاریخ ، مذہب شیعہ کے عقائد و مسلمات کا بیان ، ان کے عقائد کا علمی و تحلیلی تجزیہ ان کے نتائج کا استخراج ، کتاب سنت اور مستند تاریخ سے ان کا موازنہ اور عقائد اسلامی پر ان کے اثرات کی پوری بحث آگئی ہے ۔ خاص طور پر مسئلہ امامت ، تحریف قرآن ، شیعیت کی حقیقت ، امامت و عقیدہ تحریف کے خطرناک نتائج وغیرہ کے علاوہ دیگر مباحث بھی موجود ہیں اور سو سے زائد عنوانات پر مشتمل یہ کتاب بہترین آئینہ ہے ۔ جس میں شیعیت کو دیکھا اور پرکھا جا سکتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کی محنت کا بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے ۔ اس کتاب کو مسلمانوں کی اصلاح و ہدایت کا ذریعہ بنائے ۔ اس کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اردو زبان میں ایک لاکھ سے زائد کتب شائع ہو کر فروخت ہو چکی ہیں ۔ اردو کے علاوہ انگریزی ، عربی فارسی اور فرانسیسی زبان میں بھی اس کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں ۔

(ا۔ا۔ح۔س)

انا للہ وانا الیہ راجعون

قاری محمد اسد اللہ عباسی اور قاری محمد سیف اللہ سیفی کے جواں سال بڑے بھائی حاجی محمد عتاب عباسی حرکت قلب بند ہونے کے باعث انتقال کر گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مری کی ممتاز دینی و سماجی و سیاسی شخصیت الحاج قاری محمد اسد اللہ عباسی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مری و خطیب جامع مسجد خلفائے راشدین مری کے بڑے بھائی حاجی محمد عتاب عباسی جوانی کی عمر میں ۲۹ دسمبر ۱۹۸۷ء کو حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث انتقال کر گئے ۔ مرحوم حاجی محمد عتاب عباسی نہایت نیک سیرت اور ہر دلعزیز شخصیت تھے ہزاروں افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی ۔ جن میں علماء مشائخ ، حفاظ ، قراء ، کونسلرز ۔ تاجر معززین علاقہ شامل ہیں ۔ مری کی دینی تنظیموں کے عہدے داروں اور علاقے کے اعلیٰ حکام اور عمائدین شہر قاری محمد اسد اللہ عباسی ، قاری سیف اللہ سیفی اور دیگر پسماندگان سے تعزیت کی ۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ ، چار بیٹے اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں ۔ اور قارئین البلاغ سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کی ۔

(تبصرہ کیلئے ۲ دو جلدیں آنا ضروری ہیں)

نام کتاب :- **تذکرۃ الانبیاء علیہم السلام** (حصہ اوّل)

مرتبہ :- جناب مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ' ۔ سائز ۳۰×۲۰/۸ ۔ کل صفحات :- ۶۴۰

قیمت :- ۱۰۵ روپے ۔ ناشر ۔ مکتبہ رشیدیہ ۔ قاری منزل ۔ پاکستان چوک ۔ مرادا سٹریٹ ۔ کراچی ۱

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہ' برصغیر ہند و پاک کے وجود سے قبل ہندوستان کے مرکزی شہر دہلی میں قرآن پاک کی تعلیم و تدریس اور تجوید و قرأت میں مشغول و منہمک رہے ۔ تقسیم ہند کے بعد آپ نے کراچی کو منتخب فرمایا اور یہاں پر قرآن پاک کی تعلیم کا سلسلہ شروع کردیا جو الحمد للہ اب تک اسی شان سے قائم ہے آپ کے بے شمار تلامذہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں ۔

قاری صاحب مدظلہ' نے تدریس کے ساتھ ساتھ تالیف کو بھی اختیار فرمایا اور کئی مفید اور انتہائی ضروری کتابیں مختلف موضوعات پر تالیف فرمائیں جن کے کئی ایڈیشن شائع ہو کر مقبول عام ہو چکے ہیں ۔

اب زیر تبصرہ ضخیم کتاب جو علم و تحقیق کا اعلیٰ نمونہ ہے شائع ہوئی ہے ۔ اس کتاب میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مفصل حالات تحریر فرمائے ہیں ۔ انبیاء علیہم السلام کا دور تاریخ سے قبل کا دور ہے ۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی بابت قرآن کریم میں اجمالاً یا اشارۃً اور احادیث مبارکہ میں قدرے تفصیل سے حالات و واقعات درج ہیں اور کچھ باتیں وہ بھی ہیں جو بنی اسرائیل کے متقی یا قابل اعتبار مستند علماء و عوام میں مشہور چلی آتی ہیں ان میں وہ واقعات اور حالات جو قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہوں اہل اسلام نے قبول کئے ہیں ۔ اس کی اجازت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دی ہے ۔ اس لئے انبیاء سابقین اور ان کی امتوں کے

بارے میں یہودیوں کی وہ روایات لی گئی ہیں جو قرآن و حدیث اور عقائد اسلام کے موافق تھیں۔ وہ غلط روایات جن پر علمائے اسلام نے جرح کردی ہے یا وہ روایات مشتبہ تھیں انہیں حذف کردیا ہے۔

اس کتاب کے زیادہ تر مضامین قرآن و حدیث سے لئے گئے ہیں۔ قرآنی آیات کا ترجمہ صحیح اور آیات کی تشریح عام فہم اور دلنشیں انداز میں کی گئی ہے۔ ملحدین کے اعتراضات کے جوابات بہت صاف اور سلجھے ہوئے انداز میں دیئے گئے ہیں۔ زبان عام فہم اور سادہ استعمال کی گئی ہے۔ سب مضامین باحوالہ درج کئے گئے ہیں اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کل اٹھائیس انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ ہے۔

انبیاء کرام کے حالات و واقعات کے شائع کرنے کا مقصد مسلمانوں کے ایمان میں پختگی اور تازگی پیدا کرنا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیم تربیت اور پیغمبرانہ دعوت و سیرت سے سبق حاصل کرنا ہے۔ انبیاء کرام نے کس طرح اپنی قوموں کو تبلیغ کی، کس طرح باطل پرستوں سے مقابلہ کیا۔ تبلیغ کی راہ میں کیسی کیسی سختیاں، تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں انبیاء کرام نے کس طرح عزم و استقامت کا نمونہ پیش کیا۔

انبیاء کرام سے دشمنی اور عداوت کرنے والوں کو دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی حاصل ہوئی۔ مغرور و سرکش قوموں کو اللہ کے احکامات سے روگردانی و نافرمانی کی سزا ملی۔

کاغذ بہترین سفید، کتابت و طباعت عمدہ، مضبوط دیدہ زیب جلد کے ساتھ بہترین تحفہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور دنیا و آخرت میں بہتر سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کے کاتب، ناشر اور جملہ معاونین کو دارین کی سعادتوں سے نوازے آمین بحرمۃ سید المرسلین۔ امید ہے کہ قارئین جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیں گے اور جگہ جگہ حلقے قائم کر کے اس کو سننے سنانے کا انتظام کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں گے۔

(ا۔ا۔خ۔س)

نام کتاب **سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** (ظہور قدسی سے مسجد قباء تک)

مرتب:۔ شاہ مصباح الدین شکیل - سائز ۲۳ x ۱۸ - کل صفحات - ۵۱۲ - قیمت:۔ درج نہیں

ناشر:۔ پاکستان اسٹیٹ آئل کمپنی (پی.ایس.او) لمیٹڈ - داؤد سنٹر - مولوی تمیز الدین خان روڈ - کراچی پاکستان۔

پی، ایس، او، ریویو کے ماہ ربیع الاوّل کے شمارے ۱۹۷۹ء سے آج تک خصوصی سیرت نمبر کی شکل میں پابندی سے شائع ہوتے رہے ہیں۔

۱۹۸۴ء میں اسی ادارہ نے پبلک ریلیشنز ڈپارٹمنٹ میں اسلامی تعلیمات اور تاریخی واقعات پر تحقیق کا ایک شعبہ قائم کیا۔ اس شعبہ سے متعلق سینئر ایگزیکیٹو شاہ مصباح الدین شکیل صاحب، بی کام ایم اے۔ ایل ایل بی۔ جیسے قابل و لائق شخص نے ربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ مطابق دسمبر ۱۹۸۴ء میں اپنے تحقیقی کام کا پہلا حصہ " ولادت سے غار حرا تک " پی ایس او۔ ریویو میں شائع کرایا۔ اس کے بعد ماہ ربیع الاوّل

سنہ ۱۴۰۶ھ مطابق نومبر ۱۹۸۵ء میں اس کا دوسرا حصہ " غارِ حرا سے ہجرت حبشہ تک " در ماہ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۷ھ مطابق نومبر ۱۹۸۶ء میں تیسرا حصہ " ہجرت حبشہ سے مسجد قبا تک " شائع کرایا۔ اس طرح تین سیرت نمبروں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ مکی زندگی کے پورے تفصیلی حالات شائع ہوئے۔

پی۔ ایس۔ او۔ ریویو کے تینوں سیرت نمبروں کی تحریروں کو یکجا کر کے کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے کتاب میں مختلف نقشہ جات شامل کئے گئے ہیں جن کی بدولت بہت سے مضامین بغیر پڑھے ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ یہ کتاب اپنی ترتیب، اسلوب، طرزِ بیان اور زبان کے اعتبار سے بالکل نادر ہے۔ چھوٹے چھوٹے اور ذیلی حالات و واقعات کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جس کے باعث کتاب دلچسپ اور پرکشش بن گئی ہے یہ حالات و واقعات ستر سے زائد کتابوں سے جمع کئے گئے ہیں لیکن کمال یہ ہے کہ متفرق مضامین اس سلیقے سے ترتیب دیئے گئے ہیں کہ کتاب میں جھول یا بے ربطی بالکل نہیں ہے۔ ہر واقعہ باحوالہ درج ہے۔

سیرت پاک کے موضوع پر یہ انوکھی اور اچھوتی تالیف ہے۔ مؤلف موصوف نے جس عرق ریزی اور محنت سے یہ عظیم کارنامہ انجام دیا ہے یہ بہت بڑی سعادت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

عمدہ سفید کاغذ، بیلدار حاشیہ، کھلی کتابت، بہترین طباعت، مضبوط پلاسٹک جلد کے ساتھ یہ بہترین تحفہ ہر شخص کے مطالعہ میں رہنے کے قابل ہے۔ البتہ کتاب میں چند غلطیاں رہ گئی ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ طباعت میں ان کی اصلاح کر کے شائع کی جائے گی۔ بحیثیت مجموعی یہ ایک کامیاب تالیف ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف ناشر اور معاونین کو دنیا و آخرت کی فوز و فلاح سے نوازے اور اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین۔ (ا۔ا۔خ۔س)

وظائف نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

تالیف :- مولانا ابوالمظفر ظفر احمد قادری

سائز : ۲۰×۳۰/۱۶ ۔ کل صفحات :- ۸۰ ۔ قیمت :- ۵/۲۵ روپے۔

ملنے کا پتہ :- مکتبہ قادریہ ۔ داکہ ضلع لاہور ۔ پاکستان

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے " تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا "۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ایسے کلمات تعلیم فرمائے جو بہت آسان اور مکمل دعائیں یہ ایسے کلمات ہیں جو تاثیر، قبولیت اور اثر پذیری میں بے مثال ہیں۔ مولانا ابوالمظفر ظفر احمد قادری صاحب چھوٹے چھوٹے مفید اور کارآمد رسائل کے مؤلف ہیں۔ ان کا یہ رسالہ بھی انسانی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے والا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور ان کے وظائف کو مختلف کتابوں سے لیکر جمع کیا ہے اور ساتھ ہی ان کے فضائل اور ان کی خصوصیات کو بھی تحریر فرمایا ہے تاکہ پڑھنے والا شوق و رغبت سے ان وظائف اور دعاؤں کو پڑھ کر دین و دنیا کی کامیابی حاصل کرے لوگ مختلف غیر شرعی وظائف پڑھ کر اپنی جان کھو بیٹھتے ہیں اور مالی نقصان الگ ہوتا ہے۔ لیکن وظائف نبویؐ ان جملہ نقصانات سے محفوظ ہیں اور مقصد میں جلد از جلد کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف اور ناشر کی اس محنت و کوشش کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کتاب کو صدقہ جاریہ بنائے آمین۔ (ا۔ا۔خ۔س)

کتاب :۔۔۔۔۔۔ **الفتاوی التاتارخانیہ** (زبان عربی)

اجزا :۔۔۔۔۔۔ ۴ ر مجلد، مع گردپوش

مرتب :۔۔۔۔۔۔ علامہ عالم بن العلاء الانصاری الاندرپتی الدھلوی، المتوفی ۷۸۶ھ

محقق :۔۔۔۔۔۔ جناب محترم مولانا قاضی سجاد صاحب صدر الاساتذہ مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری دہلی

مطبع :۔۔۔۔۔۔ مجلس دائرۃ المعارف عثمانیہ، حیدر آباد دکن

سنہ :۔۔۔۔۔۔ ۱۹۸۷ء

صرفہ و تعاون :۔۔۔۔۔۔ وزارت امور معارف و ثقافت، حکومت ہند۔

علوم فقہی کی ایک اہم صنف فتاوی بھی ہے اس میں جزئی واقعات کے بارے میں فقہا سے صادر ہونے والے فروعی احکام بیان کئے جاتے ہیں۔ حوالے اور دلائل بھی ہوتے ہیں تاکہ جو لوگ قوت استنباط نہیں رکھتے وہ اس سے استفادہ کرسکیں، اور جزئیات میں اپنے اپنے مذاہب کی پیروی کرسکیں، اس لئے مذاہب اربعہ کی فقہی کتابوں میں ایک معتد بہ ذخیرہ فتاوی کا بھی موجود ہے۔ فقہ حنفی کا حلقۂ مقبولیت وسیع رہا ہے اور ماضی میں اسلامی ہند و روسی ترکستان میں اسے سرکاری مذہب کی بھی حیثیت حاصل رہی ہے اس لئے اس میں مقابلتاً فتاوی کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔

جو فتاوی فقہ حنفی میں امہات کتب کی حیثیت رکھتے ہیں ان فتاوی تاتارخانیہ کا مقام بہت ممتاز ہے اس لئے کہ فتاوی مابعد مثلاً عالمگیری وغیرہ اسی سے ماخوذ و مقتطف ہیں۔

فقہ و قوانین اسلامی کے اس بیش بہا سرمائے پر مشتمل نسخے اب کم یاب ہوتے جاتے ہیں جب کہ عالم اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور دینی بیداری کا تقاضا یہ ہے کہ قوانین کے مستند ذخیروں کی اشاعت کی جائے اور ان مسائل کی طرف بھی توجہ کی جائے جن کی توضیح و تنقیح از روئے تحقیق ناگزیر ہو۔ کتاب چونکہ ضخیم اور متعدد اجزاء پر مشتمل ہے اور تحقیق و ادارت کے لیے خاص دقت نظر کی ضرورت ہے اس لیے اکثر علما کی توجہ صرف اس کے متون اور حواشی تک محدود رہی۔

استاذ محترم حضرت مولانا قاضی سجاد حسین صاحب مدظلہ ہمارے اور تمام علمی حلقوں کے شکر و سپاس کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کار دشوار کی طرف اعتنا کی اور کتاب سے متعلق پہلی بار نہایت نادر تحقیقات پیش کیں۔

عجیب اتفاق ہے کہ فتاوی تاتارخانیہ کو جتنی شہرت و مقبولیت حاصل رہی ہے اسی درجہ اس کتاب کے بارے میں تذکرہ نگاروں و مورخین کو مغالطے بھی ہوئے ہیں مثلاً بعض قابل احترام تذکرہ نگاروں نے اس کتاب کے لئے مرتب کی جانب سے مجوزہ نام "زاد المسافر" بلا دلیل لکھدیا اور اس نے تواتر کی صورت اختیار کرلی اس ایک غلط فہمی سے دوسری نوعیت کی فسانہ طرازی کا بھی جواز نکل آیا وہ یہ کہ بادشاہ وقت کی خواہش تھی کہ فتاوی کا انتساب اس کی جانب ہو۔ مگر مرتب نے

بربنائے تعلق و وابستگی امیر تاتار خان کو اس کا مستحق سمجھا پھر عہد ترتیب کے تعین میں بھی اچھے اچھوں سے تسامح ہوا۔ بعض حضرات نے محمد تغلق کا عہد بتایا جب کہ مرتب کی وفات اس سے پہلے ہو چکی تھی ایک مشہور مورخ علوم سے تو سال وفات تک کے سلسلے میں افسوسناک غلطی سرزد ہوئی خیر اسے تو سہو کاتب کہہ کر نظر انداز کیا جا سکتا ہے مگر فتاوی تاتارخانیہ کی ترتیب کو فرد واحد عالم بن العلاء کے بجائے گروہ علما کی طرف منسوب کر دینا اور اس باب میں اسے فتاوی عالمگیری سے مماثل قرار دے دینا حیرت انگیز لغزش۔

فاضل محقق حضرت مولانا سجاد حسین صاحب نے اپنے مبسوط محققانہ مقدمہ میں سب کا تعقب کیا ہے اور دیگر دلائل کے علاوہ خود تاتارخانیہ کے داخلی شواہد سے ان تمام غلط فہمیوں کا پردہ چاک کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس کے مرتب عالم بن العلا اندرپتی بلاشرکت غیرے تھے اور انھوں نے اپنی مرضی سے تاتار خاں ؒ کی طرف اس کا اشارہ کر کے اس کا ایک ہی نام فتاوی تاتارخانیہ رکھا اس خواہش کا اظہار بادشاہ وقت نے نہیں کیا تھا امیر تاتار خاں کا ایما ضرور شامل تھا۔ عہد ترتیب فیروز شاہ تغلق ہے، نہ کہ عہد محمد تغلق یہ فاضل محقق کے نوادر تحقیق کے چند نمونے ہیں جن کا اندازہ مقدمہ کے بغور مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔

حضرت استاذ کی سعی و محنت اور جاں فشانی کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ ہے فتاوی تاتارخانیہ کے جملہ ماخذ کا استقصا، فاضل محقق کی بالغ نظری یہ ہے کہ انہوں نے عام اہل تحقیق کے برعکس اس ضخیم کتاب کی ہر سطر بہ امعان نظر پڑھی اور جو حوالے خود مرتب نے اندرون کتاب دیئے ہیں ان کی باقاعدہ فہرست مرتب کی ہے اور حق یہ ہے کہ اتنی دقت نظر کے ساتھ پہلی بار یہ کام ہوا ہے۔

حکومت ہند اپنے تعاون کے لئے شکریہ کی مستحق تو ہے ہی ہے لیکن حضرت مولانا سجاد حسین صاحب نے اپنے محققانہ مقدمے کے ذریعہ سے مطالعہ کرنے والوں کے لئے غور و فکر کے کئی اہم گوشے فراہم کر کے علمی اور فقہی دنیا پر احسان عظیم کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کا ظل عطوفیت قائم رکھے اور ان کے نوادر تحقیق سے علمی دنیا کو روشن اور فروزاں کرے۔

توقع ہے کہ علما اور فقہا کے علاوہ قوانین اسلامی کے طلبہ اس کتاب کا خیر مقدم کریں گے۔

(حکیم محمد سعید)

نام کتاب :۔ **غیبت کیا ہے ؟** مرتب :۔ مولانا المظفر ظفر احمد قادری

سائز ۔ ۳۰ × ۲۰/۱۶ ۔ کل صفحات ۔ ۴۸ ۔ قیمت ۔ درج نہیں ۔

ملنے کا پتہ :۔ مکتبہ قادریہ ۔ داگہ ۔ ضلع لاہور ۔ پاکستان

سب روحانی امراض دل کے نور کو ضائع کرنے والے، تقویٰ میں رکاوٹ بننے والے اور نیکی کو پامال کرنے والے ہیں۔ جملہ روحانی امراض میں سب سے بڑا مرض جھوٹ اور غیبت ہیں۔ غیبت کے سبب مسلمان ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں۔ غیبت کرنے والا ہر وقت پریشان رہتا ہے۔ غیبت کرنے والا گویا اپنے مسلمان

بھائی کا گوشت کھانے والا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں غیبت کی حقیقت، اس کے نقصانات اور غیبت سے محفوظ رہنے کا طریقہ اور غیبت سے بچنے کا علاج درج کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ مساجد کے امام صاحبان اگر فجر یا عصر کی نماز کے بعد اس کتاب کے مضامین لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں تو معاشرہ سدھر جائے۔ مؤلف و ناشر کو مزید کار خیر کی توفیق ملے۔ (ا-ا-خ-س)

نام کتاب ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت
تالیف:- حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ العالی - سائز: ۱۸×۲۳/۸ - کل صفحات: ۳۰۴
قیمت /۲۴ روپے - ناشر:- دین و دنیا کتاب منزل۔ فیصل آباد (پنجاب) پاکستان

شیعیت، جس کی بنیاد ہی اسلام دشمنی اور کذب و دروغ گوئی پر قائم ہے۔ تقیہ اور اخفاء رازداری چونکہ ان کے اصول دین میں شامل ہیں اس لئے شیعوں نے اپنے عقائد و مقاصد کی کبھی کھل کر وضاحت نہیں کی جس کی وجہ سے اہلسنت ان کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اہل علم انہیں مسلمان سمجھتے رہے لیکن انقلاب ایران کے بعد شیعی کی کتابوں میں فرقہ اثنا عشری کے جارحانہ عزائم اور سنیوں کے عظیم اسلاف اور عالم اسلام کے منتخب اصحاب علم و فضل اور حاملان نیکی و تقوی کے خلاف دل ہلا دینے والی اشتعال انگیز باتیں موجود ہیں۔ مگر عالم اسلام کو اتحاد کی دعوت دینے والے شیعی زعماء اپنی کتابوں کے مندرجات سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہیں دوسری طرف علامہ خمینی نے نہایت صفائی اور وضاحت سے اپنے بنیادی عقائد و افکار کو اپنی تصنیفات میں بیان کر دیا ہے۔ "کشف الاسرار" "الحکومۃ الاسلامیہ" اور "تحریر الوسیلہ" میں علامہ خمینی نے صاف صاف اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے کہ "حضرات خلفائے ثلثہ اور ان کے رفقاء حضرت ابو عبیدہؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ وغیرہ تمام سابقین اولین رضی اللہ عنہم اجمعین (معاذاللہ) منافق و کافر تھے وہ زندگی میں ایک دن کے لئے بھی دل سے ایمان نہیں لائے۔ یہ سب خالص دنیوی مفاد کے لئے اور حکومت پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے بظاہر اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گئے تھے دل سے وہ آپؐ کے اور آپ کے لائے ہوئے دین کے دشمن اور انتہا درجہ کے بدکردار لوگ تھے" استغفراللہ

ایسی باتیں لکھ کر خمینی صاحب نے عالم اسلام کو موقع دیا ہے کہ وہ ایران کے انقلاب اور اس کی حکومت اور مذہب شیعہ کے متعلق اپنا موقف متعین کریں۔

اہل اسلام کی طرف سے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب دامت برکاتہم شکریہ کے مستحق ہیں کہ آپ نے کبرسنی کے ضعف اور مختلف امراض میں مبتلا ہونے کی حالت میں ایک سال تک اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق سے علامہ خمینی اور شیعہ مذہب کی مستند امہات الکتب کا براہ راست خود مطالعہ فرمایا اور اس دقیق، عمیق اور وسیع مطالعے کے نتائج صاف اور شستہ زبان میں نہایت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ قلمبند کر کے زیر تبصرہ کتاب

(بقیہ صفحہ ۵۸ پر)